شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری ہروی رحمہ اللہ تعالیٰ

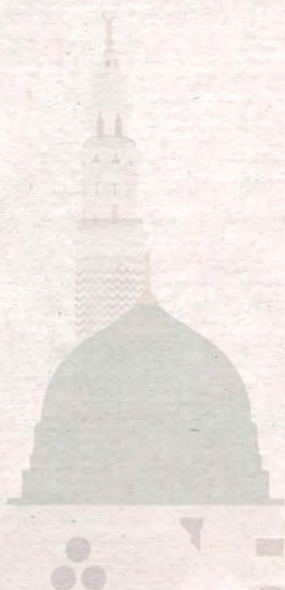
صد میدان

طالبانِ حق کے لیے نسخۂ کیمیا

یعلمہم الحکمۃ و یزکیہم

تصوف فاؤنڈیشن

۱۴۱۹ھ




www.maktabah.org


www.maktabah.org

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّنَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ
وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ (القرآن ۶۲:۲)

تزکیۂ نفس اور کتاب و حکمت کی تعلیم

بعثتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقاصد عظیمہ تھے۔
ان ہی مقاصد کے لیے "تصوّف فاؤنڈیشن" وقف ہے۔

یزکّیھم و یعلّمھم الکتٰب والحکمۃ

تصوّف فاؤنڈیشن

۱۴۱۹ھ

○ ابونجیب حاجی محمدؐ ارشد قریشی (بانی)
○ کرنل (ر) راجہ محمدؐ یوسف قادری (رکن)

تزکیۂ نفس اور کتاب و حکمت کی تعلیم بعثتِ رسول اللہ ﷺ کے مقاصد عظیمہ تھے۔ ان ہی مقاصد کے لئے تصوّف فاؤنڈیشن وقف ہے۔ زیرِ نظر کتاب تزکیۂ نفس کے لئے نسخۂ کیمیا اور کتاب و حکمت کا اعلیٰ امتزاج ہے۔ تصوّف فاؤنڈیشن کی ہر کتاب کا یہی معیار ہے اور ہر کتاب صُوری و مَعنوی محاسن کا شاہکار ہے۔ تصوّف فاؤنڈیشن اور اس کی مطبوعات کی سرپرستی کیجئے یہ صدقہ جاریہ ہے۔ فروختگی کتب کی تمام تر آمدن مزید کتابوں کی اشاعت پر خرچ ہوتی ہے۔

صد میدان

مع شرح

طالبانِ حق کے لیے نسخہ کیمیا

مُصنّف

شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری ہروی رحمہ اللہ تعالیٰ

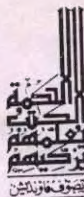
مترجم

حافظ محمد افضل فقیر

تصوّف فاؤنڈیشن

لائبریری ○ تحقیق و تصنیف و تالیف و ترجمہ ○ مطبوعات

۲۴۹ - این سمن آباد - لاہور - پاکستان



کلاسیک اور اہم کتب تصوّف کے مستند اُردو تراجم

ناشر : ابونجیب حاجی مُحمّد ارشد قریشی
بانی تصوُّف فاؤنڈیشن ۔ لاہور

طابع : زاہد بشیر پرنٹرز ۔ لاہور

سالِ اشاعت : ۱۴۱۹ھ —— ۱۹۹۸ء

تعداد : ایک ہزار ——

قیمت : ۱۰۰/روپے ، ایک سو روپے

واحد تقسیم کار : المعارف۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور، پاکستان

۸ — ۰۴ — ۵۰۶ — ۹۶۹ — آئی ایس بی این

تصوُّف فاؤنڈیشن کی تمام کتابیں صُورِی و مَعنوِی محاسن کا شاہکار ہیں

- بندے اور خالق کے درمیان ایک ہزار مقامات ہیں ــــ حضرت خضر علیہ السلام
- وہ ایک ہزار علوم ہیں ــــــــــــــــ حضرت ذوالنون مصریؒ
- وہ ایک ہزار محل ہیں ــــــــــــــــ حضرت جنید بغدادیؒ
- وہ ایک ہزار مقام ہیں ــــــــــــــــ حضرت ابوبکر کتانیؒ
- اور کتاب صد میدان ان سب پر محیط ہے ــــــ خواجہ عبداللہ انصاریؒ



ترتیب

میدان	عنوان	صفحہ	میدان	عنوان	صفحہ
۰	پیشِ لفظ از مترجم	۱	۱۶	تقویٰ	۴۷
۰	حرفِ آغاز از شیخ الاسلام	۱۳	۱۷	معاملہ	۴۸
۱	توبہ	۱۷	۱۸	مبالات	۵۰
۲	مروّت	۱۹	۱۹	یقین	۵۲
۳	انابت	۲۱	۲۰	بصیرت	۵۳
۴	فتوّت	۲۳	۲۱	توکّل	۵۵
۵	ارادت	۲۵	۲۲	لجا	۵۷
۶	قصد	۲۷	۲۳	رضا	۵۸
۷	صبر	۲۹	۲۴	موافقت	۵۹
۸	جہاد	۳۱	۲۵	اخلاص	۶۱
۹	ریاضت	۳۳	۲۶	تبتُّل	۶۳
۱۰	تہذیب	۳۵	۲۷	عزم	۶۵
۱۱	محاسبہ	۳۷	۲۸	استقامت	۶۷
۱۲	یَقَظہ	۳۹	۲۹	تفکر	۶۹
۱۳	زہد	۴۱	۳۰	تذکُّرہ	۷۱
۱۴	تجرید	۴۳	۳۱	فقر	۷۳
۱۵	ورع	۴۵	۳۲	تواضع	۷۵

میدان	عنوان	صفحہ	میدان	عنوان	صفحہ
۳۳	خوف	۷۷	۵۳	مراقبت	۱۱۴
۳۴	وجل	۷۹	۵۴	احسان	۱۱۶
۳۵	رہبت	۸۰	۵۵	ادب	۱۱۸
۳۶	اشفاق	۸۱	۵۶	تمکُّن	۱۲۰
۳۷	خشوع	۸۲	۵۷	حرمت	۱۲۲
۳۸	تذلّل	۸۴	۵۸	غیرت	۱۲۴
۳۹	اِخبات	۸۶	۵۹	جمع	۱۲۶
۴۰	الباد	۸۷	۶۰	انقطاع	۱۲۸
۴۱	ہیبت	۸۹	۶۱	صدق	۱۳۰
۴۲	فرار	۹۱	۶۲	صفا	۱۳۲
۴۳	رجا	۹۳	۶۳	حیا	۱۳۳
۴۴	طلب	۹۶	۶۴	نِقَتْ	۱۳۵
۴۵	رغبت	۹۸	۶۵	ایثار	۱۳۷
۴۶	مواصلت	۱۰۰	۶۶	تفویض	۱۳۸
۴۷	مداومت	۱۰۲	۶۷	فتوح	۱۴۰
۴۸	خَطَرَت	۱۰۴	۶۸	غربت	۱۴۱
۴۹	ہمت	۱۰۶	۶۹	توحید	۱۴۲
۵۰	رعایت	۱۰۸	۷۰	تفرید	۱۴۶
۵۱	سکینہ	۱۱۰	۷۱	علم	۱۴۸
۵۲	طمانینت	۱۱۲	۷۲	بصیرت	۱۵۰

میدان	عنوان	صفحہ	میدان	عنوان	صفحہ
۷۳	حیات	۱۵۳	۸۷	سماع	۱۸۰
۷۴	حکمت	۱۵۵	۸۸	اطلاع	۱۸۲
۷۵	معرفت	۱۵۷	۸۹	وجد	۱۸۳
۷۶	کرامت	۱۵۹	۹۰	لحظہ	۱۸۵
۷۷	حقیقت	۱۶۱	۹۱	وقت	۱۸۷
۷۸	ولایت	۱۶۳	۹۲	نفس	۱۸۸
۷۹	تسلیم	۱۶۵	۹۳	مکاشفہ	۱۹۰
۸۰	استسلام	۱۶۷	۹۴	سرور	۱۹۲
۸۱	اعتصام	۱۶۹	۹۵	اُنس	۱۹۵
۸۲	انفراد	۱۷۱	۹۶	دہشت	۱۹۷
۸۳	سِرّ	۱۷۳	۹۷	مشاہدہ	۱۹۹
۸۴	غنا	۱۷۵	۹۸	معاملہ	۲۰۱
۸۵	بسط	۱۷۷	۹۹	فنا	۲۰۳
۸۶	انبساط	۱۷۹	۱۰۰	بقا	۲۰۵

آشنائی سے دوستداری تک ہزار مقامات ہیں،

اور آگاہی سے دلیری تک ہزار منزلیں ہیں،

اور کتاب "صد میدان" اِن سب پر مُحیط ہے

(پیرِ ہرات رح)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

الحمد لله وکفیٰ وسلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ خصوصاً علیٰ سید الوریٰ وعلیٰ صحبه الذین هم مصابیح العرفان و الهدیٰ وعلیٰ من بذل الجهود لتیسیر سبیل الوصول الی الحق المبین من العلماء المهتدین و العرفاء الکاملین رحمهم الله تعالیٰ اجمعین۔

حضرت خواجہ عبداللہ انصاری قدس سرہٗ کا شمار اکابر امت میں ہوتا ہے۔ان کی ولادت قہندز[1] میں ۲ شعبان ۳۹۶ھ کو بروز جمعہ ہوئی۔آپ کے والد ماجد ابو منصور اس دور کے ایک کامل بزرگ شریف حمزہ عقیلی بلخیؒ کے مرید تھے۔حمزہ عقیلی بلخ میں اپنے دوستوں سے کہا کرتے تھے کہ ابو منصور کا بیٹا عبداللہ ایک روز شیخ الاسلام کے لقب سے سرفراز ہوگا۔حضرت خواجہ انصاریؒ کو قسامِ ازل نے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا، چنانچہ وہ خداداد ذہانت و استعداد کے باعث چودہ سال کی عمر ہی میں علوم معقول و منقول سے فارغ ہو چکے تھے۔اپنے دور کے جیّد و مقتدر علماء کے فیضِ صحبت نے ان کے فطری جوہر کو مزید چمکایا۔وہ معروف اساتذہ، جن سے آپ نے علوم دینیہ حاصل کیے، درج ذیل ہیں:۔

۱۔ یحییٰ بن عمار شیبانیؒ، یہ علم تفسیر و حدیث میں آپ کے استاد تھے۔

---

[1] قہندز، کہن اور دز کا مرکب ہے۔اس سے مراد ہرات کا حصار قدیم ہے۔یہ حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ کا مولد ہے اور یہیں آپ کے آباؤ اجداد کے مزارات ہیں۔

ب - عبد الجبار جراحی - ان سے آپ نے جامع ترمذی کی تکمیل کی۔

ج - قاضی ابو منصور ازدیؒ - فقہی علوم کے استاد۔

دینی علوم کی تحصیل میں حضرت خواجہ انصاریؒ نے بہت زیادہ مصائب و تکالیف برداشت کیں - ایک مرتبہ آپ طلبِ حدیث کے سلسلہ میں نیشاپور تشریف لے گئے واپسی پر طوفانِ باد و باراں نے آلیا - حضرت مولانا جامی علیہ الرحمہ نے اس واقعہ کو انہی کی زبانی اس طرح نقل فرمایا ہے :-

آنچہ من کشیدہ ام در طلبِ حدیثِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ہرگز کس نکشیدہ باشد - یک منزل از نیشاپور بود تا دژباد کہ باراں می آمد و من در رکوع می رفتم و جزو ہائے حدیث بہ شکم باز نہادہ بودم تا تر نشود[1]۔

ظاہری علوم سے فراغت کے بعد حضرت خواجہ انصاریؒ کو تزکیہ باطن کا فکر دامنگیر ہوا - چنانچہ انہیں تائیدِ ایزدی سے ایسے پاکبازانِ معرفت میسّر آگئے، جو علومِ نبویہ کے ساتھ سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اور معارفِ ربانیہ کے حامل تھے - ان بزرگوں میں سے بعض حضرات ایسے بھی ہیں کہ خواجہ انصاریؒ زمانہ طفولیت میں والدِ ماجد کے ہمراہ ان کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا کرتے تھے - ظاہر ہے آپ کا وہ دور مشائخِ عصر کی روحانیّت سے ایک مناسبت پیدا کرنے اور ان کی بارگاہ سے کسبِ سعادت کے حصول تک محدود تھا، کیونکہ منازل سلوک اور تزکیۂ باطن بہر حال فکر و نظر کے ارتقاء و رفعت کے متقاضی ہیں - آخر کار روح میں عرفان

---

[1] - احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب میں جس قدر تکالیف میں نے اٹھائی ہیں، کبھی کسی فرد نے نہ اٹھائی ہوں گی - نیشاپور سے قہندز (مولد خواجہ انصاریؒ) تک ایک منزل کی مسافت ہوگی کہ بارش آگئی اور میں نے اجزائے حدیث کو بہ حالتِ رکوع اپنے شکم سے لپٹائے رکھا تاکہ وہ تر نہ ہونے پائیں - (نفحات الانس)

خداوندی کا جذبۂ حقیقی موجزن ہُوا - چنانچہ فطرت نے اس کی تسکین کے لیے اہل معرفت کی طرف آپ کی دستگیری کی - ان عارفین حق میں سے طاقی سجستانیؒ کے بعد حضرت ابو اسمٰعیل احمد بن محمد بن حمزہ الملقب بہ شیخ عموؒ کا وجودِ گرامی حضرت خواجہ انصاری کے لیے مغتنماتِ روزگار میں سے تھا - شیخ عموؒ خواجہ انصاریؒ پر بے حد مہربان تھے - وہ شیخ الاسلام کی باطنی تربیت کے ساتھ ان کی روزمرہ زندگی کے بھی کفیل تھے - یہی نہیں بلکہ اپنی عدم موجودگی میں وہ خانقاہ کے انتظامی امور بھی حضرت خواجہ انصاریؒ کے سپرد کر دیا کرتے تھے - ان کے وصال کے بعد آپ نے زندگی کے شب و روز نہایت عسرت و فلاکت میں بسر کیے - والدِ ماجد ابو منصورؒ مدت مدید پیشتر اپنے دنیوی سلسلہ کو خیرباد کہنے کے بعد حمزہ عقیلیؒ کی خدمت میں بلخ جا چکے تھے - ایک شیخ کامل کا آستاں حضرت خواجہ انصاریؒ کا ملاذ و ملجا تھا - اس سے محرومی کے احساس نے آپ کو بے حد افسردہ و کبیدہ خاطر کر دیا - دل میں زیارتِ حرمین شریفین کی آرزو پیدا ہوئی اور آپ سر زمینِ حجاز کی طرف روانہ ہوئے، لیکن سفر کا سارا راستہ ترکمانوں کی تاخت و تاراج کے باعث دشوار گزار تھا، چنانچہ زائرینِ حرم کے قافلے اکثر و بیشتر حج بیت اللہ کی سعادت حاصل نہ کر سکے - چار و ناچار حضرت خواجہ انصاریؒ بھی مراجعت پر مجبور ہو گئے - واپسی کے دوران آپ کی ملاقات امام الاولیاء حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، جو سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اکابر مقتدرین میں سے تھے - حضرت شیخ الاسلام نے ان سے کسبِ فیض کیا - حضرت خرقانی رحمہ اللہ کی صحبت سے آپ پر معارفِ الٰہیہ کے ہزارہا در وا ہو گئے - حضرت خواجہ انصاریؒ نے اس کا اعتراف اپنی زبانِ فیض ترجمان سے بدیں الفاظ کیا ہے :-

اگر من خرقانیؒ را ندیدمے ، حقیقت ندانستمے

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ بھی جس محبت اور انس کے ساتھ حضرت خواجہ

انصاری سے پیش آتے تھے، اس کا ذکر اپنے مقام پر نہایت ایمان افروز ہے۔ اس عقیدت کی صحیح ترجمانی مولانا جامیؒ کے ان الفاظ سے ہوتی ہے، جو نفحات الانس کی زینت ہیں۔ مولانا نے اس صورتِ حال کو انہی کی زبان سے اس طرح نقل فرمایا ہے:۔

مریدانِ خرقانی مرا گفتند کہ سی سال است تا باوی صحبت می داریم۔ ہرگز ندیدہ ایم کہ کسی را چناں تعظیم کرد کہ ترا وچناں نیکو داشت کہ ترا شیخ الاسلام گفت۔[1]

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ نے انہیں باطنی فیض سے یہاں تک نوازا کہ آپ ان کے وصال کے بعد حضرت خرقانیؒ کے جانشین ہوئے۔[2]

شیخ طریقت کے بارے میں خواجہ عبداللہ انصاریؒ نے بھی جن عقیدتمندانہ خیالات کا اظہار کیا ہے، ان کا ہر جملہ عشق ومستی میں ڈوبا ہوا ہے۔ آپ کا یہ ارشاد رسالۂ دل وجان میں مرقوم ہے، جو آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے فرمایا:۔

عبداللہ گنجے بود پنہانی، کلیدِ آں گنج بدستِ ابوالحسن خرقانیؒ۔ تا رسیدم بہ چشمۂ آبِ زندگانی، چنداں خوردم کہ نہ من ماندم ونہ خرقانیؒ۔[3]

اب آپ نے خلقِ خدا کی تلقین وارشاد کا سلسلہ شروع کیا۔ بے شمار طالبانِ حق آپ کے چشمۂ ہدایت سے فیض یاب ہوئے، جن میں سے اکثر فقیہ ومحدث بھی

---

[1] حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں نے مجھ سے کہا: ہمیں ان کی صحبت میں رہتے ہوئے تیس سال گزر چکے ہیں۔ ہم نے کبھی کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا کہ حضرت نے آپ کی طرح اس کی تعظیم کی ہو، انہوں نے تو آپ کو اس قدر پسند فرمایا کہ شیخ الاسلام کے خطاب سے نوازا۔ (نفحات الانس صفحہ ۳۸۲)

[2] تاریخ ادبیاتِ ایران از رضا زادہ شفق، (اردو ترجمہ صفحہ ۱۴۷)

[3] عبداللہ ایک مخفی خزانہ تھا۔ اس خزانے کی کلید حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے ہاتھ تھی۔ (انہی کی بدولت) میں نے آبِ حیات کے چشمہ تک رسائی حاصل کی اور اس سے یہاں تک سیراب ہوا کہ پھر نہ میں رہا، نہ خرقانیؒ۔

ہوئے۔ اس مصدرِ کرم سے مستفیض ہونے والے علماء کے اسامی حضرت شیخ الاسلام کے احوال و آثار میں مذکور ہیں۔

آپ کے علم و فضل کی یہ شان تھی کہ بارہ ہزار احادیث مع اسناد حفظ تھیں۔ ادبیاتِ عربی میں یہ مقام تھا کہ ان کے اپنے قول کے مطابق انہیں ستر ہزار سے لے کر لاکھ تک عربی اشعار زبانی یاد تھے[1]۔ قرآنِ حکیم کی آیاتِ مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے وقت عربی کے چار چار سو اشعار کے حوالے دیا کرتے تھے۔ جن سے کلامِ پاک کے الفاظ و مفاہیم کی توضیح و تشریح مطلوب ہوتی تھی۔ آپ نے قرآنِ عزیز کی آیت ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ کی تفسیر ۳۶۰ مجالس میں بیان فرمائی۔ تفسیر الہروی جو تفسیر بزبانِ درویشاں سے موسوم ہے، کی ترتیب و تدوین میں حضرت خواجہ انصاریؒ نے اپنے قول کے مطابق ۷۰ تفاسیر سے استفادہ کیا تھا۔

ابنِ رجب بغدادی نے آپ کی علمی و ادبی شخصیت کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

وکان الشیخ رحمہ اللہ آیۃ فی التفسیر وحفظ الحدیث ومعرفتہ ومعرفۃ اللغۃ والادب وکان یفسر القران فی مجلس التذکیر[2]۔

اخلاص مندی اور صداقت شعاری ہمیشہ اہل اللہ کا شیوہ رہا ہے، جس کے باعث انہیں اہل دنیا کے ہاتھوں بے انتہا صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت خواجہ انصاریؒ بھی اس سے مستثنیٰ نہ تھے۔ چنانچہ جب آپ کے علم و فضل اور فیض رسانیٔ خلق کی شہرت اطراف و جوانب میں پھیلی تو حاسدین نے بھی اپنی ریشہ دوانیاں

---

[1] - ملاحظہ ہو مقدمۂ رسائل خواجہ انصاریؒ از سلطان حسین تابندہ گنا بادی۔

[2] - حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ تفسیرِ قرآن، حفظِ حدیث، اس کے عرفان اور لغت و ادب کے ادراک کامل میں آیتِ الٰہی تھے۔ وہ مجالس وعظ میں کلامِ پاک کی تفسیر بیان کیا کرتے تھے۔

(طبقاتِ ابن رجب صفحہ ۷۳)

تیز تر کر دیں ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز ــــ چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

مخالفین کی نازیبا حرکات کا سلسلہ یہاں تک پہنچا کہ ایک مرتبہ سلطان الپ ارسلان سلجوقی کی ہرات میں آمد پر انہوں نے آپ کے مصلّیٰ کے نیچے چند اصنام چھپا دیئے اور دربار شاہی میں آپ پر بت پرستی کا بہتان لگایا۔ آپ نے الپ ارسلان کے سامنے اس رعب و وقار اور عظمت و شان سے ان کے الزامات کا ابطال کیا کہ بادشاہ پر حضرت خواجہ انصاریؒ کی حق پرستی اور آپ کے معاندین کی بہتان تراشی مبرہن ہو گئی۔ اس نے آپ کو بہ صد عزت و تکریم رخصت کیا۔ اس کے بعد الپ ارسلان نے غضبناک لہجے میں مخالفین سے اصل صورتِ حال کے بارے میں استفسار کیا، جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہم خلقِ خدا میں اس شخص کی شہرت اور غلبہ کے ہاتھوں سخت لاچار تھے لہٰذا ہم نے اس کے خاتمہ و استیصال کا منصوبہ بنایا تھا۔ سلطان نے ان پر سخت جرمانہ عائد کیا جو ان کی اپنے گھروں میں واپسی سے پہلے واجب الادا تھا۔ بہر حال انہوں نے بے حد ذلت و رسوائی کے بعد اپنی جان چھڑائی۔[1]

آخر کار چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا کہ آپ کی حق شعاری اور جذبۂ دینی نے اہلِ تاج و تخت کو بھی آپ کے اعزاز و اکرام پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ خلیفہ القائم بامر اللہ نے ۴۶۲ ہجری میں اور اس کے دو سال بعد المقتدی باللہ نے آپ کو خلعت ہائے فاخرہ ارسال کیے اور آپ کو شیخ الاسلام، شیخ الشیوخ اور زین العلماء کے القاب سے یاد کیا۔

حاسدین کی یہ جماعت اشاعرہ و معتزلہ پر مشتمل تھی، جو ہر وقت آپ کے درپئے آزار رہتی تھی۔ اس کے افراد الزام تراشی اور حیلہ سازی کی تمام حدود سے تجاوز

---

[1] ۔ ذیل علیٰ طبقات الحنابلہ، صفحہ ۷۱، مولفہ ابن رجب بغدادی

کر چکے تھے۔ جہاں موقع ملتا، وہ لوگوں کو آپ کے خلاف اکساتے اور زعمائے سلطنت کو بھی ہمنوا بنانے کی کوشش کرتے۔ حضرت خواجہ انصاریؒ عمر بھر ان سے نبرد آزما رہے اور ایک مستقل کتاب ذم الکلام و اہلہ تحریر فرما کر ان کے عقائدِ باطلہ کا رد فرمایا۔

تاریخ کے ایک قاری پر یہ امر نہایت ناگوار گزرتا ہے کہ نظام الملک طوسی نے جب عہدِ سلاجقہ میں منصبِ وزارت سنبھالا، تو اس نے ۴۵۸ھ میں اشاعرہ و معتزلہ کے معاندانہ نظریات کی موافقت میں ہرات سے حضرت خواجہ انصاریؒ کے پابہ زنجیر اخراج کا حکم صادر کیا اور انہیں بلخ کی طرف ہجرت پر مجبور کر دیا۔ آخر وہ کون سے ملکی و ملّی مصالح تھے کہ حضرت خواجہ انصاریؒ کے ارشادات و مواعظ سے ان پر زد پڑنے کا امکان تھا، درآں حالانکہ ہرات میں آپ کے تلامذہ و مریدین کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے ہرات سے بوقت اخراج آپ کو زمین پر قدم تک نہ رکھنے دیا اور وہ مسلسل دس روز تک شیخ الاسلام کو اپنے کندھوں پر اٹھائے بلخ لے گئے۔ خواجہ انصاریؒ نے وہاں پہنچ کر ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا۔ جس کو سننے کے بعد اہلِ بلخ نے بھی دیدہ و دل سے آپ کی پذیرائی کی۔ آخرِ کار اسی سال ایک بزرگ شیخ معمّر لبنانی کی سفارش سے آپ دوبارہ ہرات تشریف لے آئے۔

اہل ہوس کی فتنہ کاریوں اور ہر گونہ دشواریوں کے باوجود آپ نے قرآن حکیم کی تفسیر، شریعت مطہرہ کی ترویج اور سُنّت مصطفوی کے احیاء کو جاری رکھا۔ عربی و فارسی میں مختلف کتابیں اور رسائل تحریر فرمائے، جو علوم و معارف کے جواہر پاروں سے لبریز اور حقائق تصوّف کا زندہ جاوید شاہکار ہیں۔ آپ کی بعض نگارشات، جو امالیٔ خواجہ انصاریؒ سے موسوم ہیں۔ انہیں آپ کے مریدوں نے آپ کی مجالس وعظ سے ترتیب دیا ہے۔ ان میں طبقات الصوفیہ گراں بہا شہرت کی حامل ہے، جو ہروی لہجہ میں ہے۔ یہ خراسان کے مشہور و معروف عالم ابو عبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی نیشاپوری

کی عربی تالیف طبقات الصوفیہ کا ترجمہ ہے۔ شیخ الاسلام نے اس کے مقامات کی توضیح کے ساتھ متصوفانہ اسرار و رموز کا اضافہ فرمایا ہے۔ حضرت مولانا جامی نے اپنی کتاب نفحات الانس، کی اساس اسی کتاب کے مندرجات پر رکھی ہے۔

عربی میں منازل السائرین، ذم الکلام واہلہ اور الفاروق فی الصفات تحریر کیں۔ فارسی میں زاد العارفین اور کتاب اسرار آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ فارسی رسائل میں رسالۂ دل و جان، قلندر نامہ، محبت نامہ، رسالہ واردات، الٰہی نامہ اور صد میدان تصوّف کی لازوال یادگار ہیں۔

بالآخر حضرت شیخ الاسلام کتاب و سنّت کی تبلیغ کا مقدّس فریضہ انجام دیتے ہوئے اور عربی و فارسی میں گراں بہا تصنیفات سپردِ قرطاس کرنے کے بعد ۴۸۱ھ میں مالکِ حقیقی سے واصل ہوئے۔ ان کے پاکیزہ ارشادات جادۂ طریقت کو اجاگر کرتے رہیں گے اور ان کی یاد طالبانِ حق کے دلوں میں ہمیشہ آباد رہے گی ؎

بخلوت اندولے آنچناں کہ باہمہ اند　　برون نہ انجمنے درمیانِ انجمنے

حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ کی نثر متصوفانہ مضامین سے رنگین ہے۔ اندازِ تحریر اس قدر رواں دواں اور بے تکلفانہ ہے کہ اس کی تاثیر قاری کے رگ و پے میں اترتی چلی جاتی ہے۔ یہ نثر مرصّع اور مسجّع ہونے کے باوجود سلاست و جامعیت کی حامل ہے۔ آپ کی لطافتِ فکر اور اسلوب بیان سے بعد کے تمام ادباء، قادر الکلام شعراء اور متصوفین نے استفادہ کیا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی کتاب گلستاں، حضرت خواجہ انصاریؒ کے پیرایۂ بیاں کی ارتقائی ہیئت ہے۔ ہرچند کہ شیخ سعدیؒ نے گلستان میں طبعزاد عربی و فارسی اشعار، معنی خیز حکایات اور لطیف نکات کا اضافہ کرکے فارسی ادب کے دامن کو مالا مال کر دیا، مگر فارسی نثر کی سلاست اور روانیٔ بیان بلا خوفِ تردید حضرت شیخ الاسلام کی رہینِ منت ہے اور اس میں اوّلیت کی شان

انہی کو حاصل ہے۔

آپ کے پایۂ شعر و سخن کے بارے میں ملک الشعراء بہار اس طرح رقم طراز ہیں :۔

عبداللہ انصاریؒ در شعر خاصہ رباعی و غزل نیز داشتہ و نخستین کسی است کہ درمیانِ نثر بہ مناسبتِ موضوع شعری آورد[1]

اس پر مستزاد یہ کہ آپ پہلے صوفی شاعر ہیں جنہوں نے رباعیات میں متصوّفانہ مضامین بیان کیے ہیں۔ طبقات الحنابلہ میں آپ کا عربی کا نونیہ قصیدہ موجود ہے جو حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی شان میں ہے اور وُہ ادبیاتِ عربی پر آپ کے عبورِ کامل کا مظہر ہے۔

رسالہ کنز السالکین میں آپ کے قصائد اور متفرق اشعار ملتے ہیں اور دیگر تصنیفات میں بھی جابجا آپ کی رباعیات نظر سے گزرتی ہیں۔

حضرت خواجہ انصاریؒ کے رسائل و کتب کی عبارات اور ان کے مطالب کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو صدیوں بعد آنے والے شعراء کے متصوّفانہ کلام میں آپ کے غوامض و اسرار کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے۔ آپ نے جہاں تصوّف کے بیش بہا معارف بیان فرمائے ہیں، وہاں عارفانہ زاویۂ نگاہ سے زندگی کے دیگر حقائق کا جائزہ بھی لیا ہے۔ بطور تمثیل شیخ الاسلام کا ایک ارشاد ہدیۂ ناظرین ہے، جو زندگی کے تمام پہلوؤں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہُوئے ہے اور جامعیّت و جزالت کا بے نظیر نمونہ ہے۔ آپ نے فرمایا :۔

در کودکی بازی و در جوانی مستی و در پیری سستی، پس خدارا کی پرستی مولٰنا نظامی گنجویؒ نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے ؎

حدیثِ کودکی و خود پرستی   رہا کن کاں خماری بود و مستی

---

[1] عبداللہ انصاریؒ کے اشعار میں رباعی و غزل کی خصوصیات موجود ہیں۔ وہ پہلے فرد ہیں جنہوں نے نثر میں اپنے موضوع کی مناسبت سے اشعار کا استعمال کیا ہے۔ سبک شناسی جلد دوم صفحہ ۲۳۴ مؤلفہ ملک الشعراء بہار۔

شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ؎ دریغ عمر جوانی کہ صرف شد بہ محال

ابوطالب کلیم نے کہا ؎

پیری رسید و مستیٔ طبع جواں گزشت ۔ ضعفِ تن از تحمل رطلِ گراں گزشت

اب ہم بطور تبرک و تیمن حضرت شیخ الاسلام کے چند پاکیزہ ارشادات پیش کرتے ہیں:-

۱ - بندۂ آنی کہ در بندِ آنی

۲ - آں ارزی کہ می ورزی

۳ - طلب از دوست عطاست، از بلا نالیدن خطاست

۴ - اگر شریعت خواہی اتباع، وگر حقیقت خواہی انقطاع، باقی ہمہ صداع۔

۵ - علم کہ از قلم آید، ازاں چہ خیزد، علم آنست کہ حق بر دل ریزد۔

۶ - الٰہی پنداشتم کہ ترا شناختم، اکنوں پندار را در آب انداختم۔

۷ - الٰہی بساز کارِ من و منگر بہ کردارِ من۔

۸ - الٰہی می دانی کہ ناتوانم، پس از بلا برہانم۔

۹ - الٰہی می لرزم از بیم آنکہ بجوے نیرزم۔

متقدمین میں اگر ابنِ تیمیہ جلال الدین سیلوطی، مشائخ کبار اور دیگر تذکرہ نگار آپ کی شان اور بلندیٔ مقام میں رطب اللسان ہیں تو اکابر متاخرین بھی آپ کی عظمت کے بہ تمام و کمال معترف ہیں۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے مقاماتِ عرفان کی توضیح کے سلسلے میں حضرت شیخ الاسلام کے بعض ارشادات اپنے مکتوبات میں نقل کئے ہیں، بلکہ بسا اوقات ان سے حیرت انگیز حقائق و معانی کا استنباط بھی فرمایا ہے۔

حضرت امام ربانی کا ایک مکتوب دفتر اوّل حصہ دوم میں محمد صادق کشمیری کے نام ہے، جس میں آپ نے اہل اللہ کی محبت اور ان کے دامن سے وابستگی کو عرفان ذات

کے لوازم سے قرار دیا ہے۔ اس مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الاسلام کے دو ارشاد بیک وقت درج فرمائے ہیں سیاق عبارت اسطرح ہے:-

"محبت ایں طائفہ کو متفرع بر معرفت است، از اجل نعم خداوندی است جل سلطانہٗ تا کدام صاحب دولت را بایں نعمت مشرف سازند۔ شیخ الاسلام ہروی می فرماید الٰہی ؒ چیست اینکہ دوستانِ خود را کردی کہ ہر کہ ایشاں را شناخت، ترا یافت و تا ترا نیافت، ایشاں را نشناخت۔ بُغضِ ایں طائفہ سمِ قاتل است وطعنِ ایشاں موجب حرمانِ ابدی است نَجَّانَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَإِيَّاكُمْ عَنْ هٰذَا الْاِبْتِلَاءِ شیخ الاسلام فرمود الٰہی ہر کرا خواہی برانداز ی اورا با مادر اندازی بیت بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق۔ گر ملک باشد سیاہستش ورق۔

ترجمہ:- اس گروہ کی محبت کہ معرفتِ الٰہی اس پر مترتب ہوتی ہے حق تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔ کونسا ایسا خوش نصیب ہے، جسے اس نعمت سے سرفراز کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام ہروی نے فرمایا ہے: الٰہی اپنے دوستوں کے ساتھ تیرا معاملہ بھی عجیب ہے کہ جس نے انہیں پہچان لیا، اس نے تجھے پالیا اور جب تک تجھے نہ پایا، انہیں نہ پہچانا۔ اس گروہ کے ساتھ بغض زہرِ قاتل ہے اور ان لوگوں پر طعن و تشنیع ابدی محرومی کا باعث ہے حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو اس آزمائش سے بچائے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا:۔ الٰہی تو جسے رسوا کرنا چاہتا ہے، اسے ہم سے الجھا دیتا ہے۔ بیت: اللہ تعالیٰ اور اس کے خاص بندوں کی عنایت کے بغیر اگر کوئی فرشتہ بھی ہو تو اسکا نامہ اعمال سیاہ ہے"

حضرت امام ربانی نے دوسرے مقام پر شیخ محمد چتریؒ کے بعض سوالات کا جواب دیتے ہوئے اپنے مکتوب کے آخر میں حضرت شیخ الاسلام کی کتاب منازل السائرین کا ایک اقتباس دیا ہے۔ یہ مکتوب دفترِ اول حصہ پنجم میں ہے۔ جس میں امام ربانی نے خواجہ عبد اللہ انصاریؒ کے نقطۂ نظر سے استناد کیا ہے۔

لے۔ حضرت امام ربانی نے دیگر مکتوبات میں بھی شیخ الاسلام کے اس ارشاد کا حوالہ دیا ہے۔

اس اقتباس میں شیخ الاسلام نے اہل معرفت اور اہل ریاضت کے باہمی فرق کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ آپ کے نزدیک اہل معرفت ہمیشہ ذات باری تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ ان پر معارفِ الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے اور وہ بس انہی کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔ اس کے برعکس ریاضت، مشقت اور نفس کشی کرنے والے مغیباتِ خلق کی خبر دیتے ہیں اور وہ خالق سے محجوب ہیں۔ عامۃ النّاس اس طبقے کو پسند کرتے ہیں اور اس بات سے غافل ہیں کہ اللہ جل مجدہٗ نے اہل معرفت کو خلق کے مغیبات و خفایا کے ادراک سے محفوظ رکھا ہے۔ پہلے گروہ کو وہ فراست نصیب ہے، جو حق تعالیٰ کی ذات سے تعلق رکھتی ہے، جبکہ دوسرے گروہ کو وہ کمالات نصیب ہیں، جو از قسم خلق ہیں اور ان میں اہل اسلام کے ساتھ یہود و نصاریٰ بھی شامل ہیں۔

پیش نظر کتاب "صد میدان" حضرت خواجہ انصاری کے پاکیزہ و لطیف ارشادات کا مجموعہ ہے، جنہیں آپ کے ایک مرید نے ترتیب دیا ہے۔ صد میدان سے مراد وہ مقاماتِ عالیہ ہیں، جن سے گزرنے کے بعد سالک قربِ خداوندی حاصل کرتا ہے اور بالآخر بقا باللہ سے سرفراز ہوتا ہے، بالفاظِ دیگر وہ سو مرحلے ہیں جن سے منزلِ عرفان عبارت ہے۔

اس کتاب میں وصول الی اللہ کے سو مقامات کا بیان ہے۔ ہر مقام اپنے سابق مقام سے متفرّع ہے، جس کی توضیح کے سلسلے میں حضرت خواجہ انصاریؒ نے سب سے پہلے آیاتِ قرآنی سے استناد کیا ہے۔ ہر میدان کو مختلف حصّوں پر تقسیم کر کے ہر ایک کے ضمن میں تین تین نکات بیان کیے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام کی قرآن فہمی کا بے مثال ذوق، مضامین حدیث پر عبور، حقائق حیات اور مسلماتِ کائنات پر کامل دسترس، تصوّف کے اسرار رموز کا ادراک اور ان کے بیان پر قدرت، اس کے علاوہ آپ کے دیگر فضائل و محاسن اس کتاب کے مطالعہ کے بعد دل و دماغ پر منکشف ہوتے ہیں اور یہ پتہ چلتا ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ نے شیخ الاسلام کے

سینے پر معارفِ لدنیہ کے کس قدر ابواب مفتوح فرما دیئے تھے۔ مثال کے طور پر ہم خوف، خشیت، رہبت، فزع، وجل، خشوع، اشفاق وغیرہ کو قریباً قریباً مترادف المعنیٰ سمجھتے ہیں، مگر حضرت شیخ الاسلام نے قرآنی آیات کے پس منظر میں ان کے لطیف و دقیق فرق کو بیان کیا ہے اور ان کی حدود متعین فرمائی ہیں۔ پھر قلب و روح پر ان کی مختلف تاثیرات کس طرح مترتب ہوتی ہیں، انہیں بھی شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ شیخ الاسلام کی چشمِ باطن ان مقامات کے کماحقہٗ وجدان سے مستنیر تھی، بصورتِ دیگر ان کا ادراک اور ترتیب محال ہے۔

ترجمہ کرتے وقت آقائے عبدالحی حبیبی کا مرتبہ نسخہ صد میدان میرے پیش نظر رہا، جسے موصوف نے حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ کی نو سو سالہ برسی کے سلسلہ میں مدّون فرمایا ہے اور آغازِ کتاب میں ایک جامع مقدمہ بھی لکھا ہے۔ حواشی میں نسخہ ہائے مختلفہ کے حوالے اور قرآنی آیات و سورہ کے نمبر بھی دیئے ہیں۔ اس کتاب کی تصحیح و تدوین کو دیکھ کر جہاں شیخ الاسلام سے مرتب کی نیازمندی اور عقیدت کا ثبوت ملتا ہے، وہاں فارسی ادب میں ایک بیش بہا اضافے کی طباعت کا احساس بھی اجاگر ہوتا ہے۔

آقائے حبیبی نے اپنے نسخہ کی بنیاد فرانسیسی مستشرق بورکی کے نسخہ پر رکھی ہے اس نے خواجہ عبداللہ انصاری کے احوال و آثار پر مدتِ مدید تحقیق کی اور آپ کی بعض کتابوں کو شائع بھی کیا۔ مستشرق موصوف نے اس کتاب کو قاہرہ سے مشرقی علوم و مآثر پر تحقیق کرنے والی فرانسیسی سوسائٹی کے مجلہ میں طبع کیا تھا۔ بورکی نے بھی صد میدان کی طباعت کے سلسلے میں دو مختلف مخطوطوں سے مدد لی تھی، جو اس وقت دنیا میں موجود ہیں۔ ان میں زیادہ معتبر نسخہ کتاب خانۂ شہید علی کا ہے، جو استنبول میں ہے۔ یہ نسخہ ۹۰۴ھ کا تحریر شدہ ہے اور جیسا کہ اس کے صفحۂ اول کے نمونہ سے ظاہر ہے، وہ موخر الذکر مخطوطہ کی نسبت زیادہ واضح ہے اور بآسانی پڑھا جا سکتا ہے۔

لہ ملاحظہ ہو مقدمۂ صد میدان از آقائے عبدالحی حبیبی۔

اس کا دوسرا نسخہ پیرس کی قومی لائبریری میں ہے، جو انیسویں صدی کے آغاز کا تحریر شدہ ہے۔ یہ نامکمل ہے اور پوری طرح پڑھا بھی نہیں جا سکتا۔

انسانی فکر اضافتوں کی کثرت اور تراکیب کی شعبدہ کاری کی بجائے سلاستِ ایجاز سے زیادہ عاجز ہوتا ہے۔ پھر ایک زبان کے الفاظ و مطالب کو دوسری زبان کے قالب میں ڈھالنا اس سے کہیں دشوار تر ہے۔ مجھے اس کا شدید احساس تھا۔ چنانچہ ترجمہ کرتے وقت مجھے اصل مفہوم کو اس کی صوری ہیئت پر ترجیح دینے ہی میں مصلحت نظر آئی۔

بہر حال یہ ایک عزلت نشیں فقیر کی نیازمندانہ پیشکش ہے۔ امید واثق ہے کہ اہلِ علم و فن اس کاوش کو پسند کریں گے اور مترجم کی کوتاہیوں سے صرفِ نظر فرمائیں گے۔

قبا گر حریر است و گر پرنیاں ـــــ بہ ناچار حشو کش بود در میاں

آخر میں فقیر دعاگو ہے کہ مولا کریم حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ ایسے جلیل القدر بزرگ کے مواعظِ حسنہ اور افاداتِ عالیہ سے افرادِ امتِ مصطفوی کو مستفیض فرمائے اور ایک درویش بے نوا کو بھی مقبولانِ بارگاہ کے صدقے اپنے لطف و کرم سے نوازے آمین

اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور اب تک تصوّف کی متعدد اہم اور نایاب کتابوں کے اردو انگریزی تراجم شائع کر چکا ہے اور اب صد میدان ایسی نایاب کتاب کا پہلی بار اردو ترجمہ شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہے۔ یہ کتاب طالبانِ حق کے لیے لاریب ایک نسخۂ کیمیا ہے۔ اہلِ نظر اور اہلِ دل حضرات یقیناً اس کو شرفِ پذیرائی بخشیں گے اور اسلامک بک فاؤنڈیشن نے اسلام کی اخلاقی اور روحانی اقدار کے احیاء کی جو تحریک شروع کی ہے اسمیں اس علمی ادارہ سے بھرپور تعاون کریں گے۔

۲۵، رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

حافظ محمد افضل فقیر
لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حرفِ آغاز

از شیخ الاسلام ھرویؒ

الحمد للہ الذی یُرِی اولیاء اٰیاتہٖ فیعرفونھا، وصلوٰتہٗ علی سیّدِ المرسلین محمدٍ واٰلہٖ اجمعین۔[1]

منعقدہ مجالس کے ملفوظات:۔

ارشادِ باری ہے: قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ۔[2]

آغاز: یکم محرم الحرام ۴۳۸ھ

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے بتایا: بندے اور اس کے خالق کے درمیان ایک ہزار مقامات ہیں۔ حضرت ذوالنون مصریؒ، بایزید بسطامیؒ، جنید بغدادی اور ابوبکر کتانیؒ رحمہم اللہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ نے فرمایا: وہ ایک ہزار علوم ہیں۔

بایزید بسطامی اور جنید بغدادی رحمہما اللہ نے فرمایا: وہ ایک ہزار محل ہیں۔

ابوبکر کتانی رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ ایک ہزار مقام ہیں۔

ارشادِ باری ہے:[3] اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَ اللّٰہِ کَمَنۡ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰہِ۔ وَمَاۡوٰىہُ جَہَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ۝ ہُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ

---

[1] سب حمد و ثنا اس خدا تعالیٰ کے لیے ہے، جو اولیاء اللہ کو اپنی آیات دکھاتا ہے، پس وہ انہیں پہچان لیتے ہیں، پھر جناب سید المرسلین محمد مصطفےٰ اور ان کی ساری آل پر درود و سلام۔

[2] میرے حبیب! آپ (لوگوں سے) کہہ دیں کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، خدا بھی تم سے محبت کرے گا۔

[3] بھلا جو شخص رضائے الٰہی کا تابع ہو، وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو خدا کی ناراضی میں گرفتار ہو اور جس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔ ان لوگوں کے خدا کے ہاں مختلف درجے ہیں۔

یہ درجات جو اس آیت میں بیان کیے گئے ہیں، ان سے مراد ہزار مقامات ہیں۔ اس حدیث کی صحت پر امت کا اتفاق ہے۔ جسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ وہ حدیث حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اسطرح مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: [۱] مَا الْاِحْسَانُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: [۲] اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔

حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا: ہمیں خبر دی محمد بن علی بن حسن نے، انہیں خبر دی عثمان بن سعید الدارمی نے، انہیں خبر دی سلیمان بن حرب نے، انہوں نے روایت کیا حمّاد بن یزید سے، انہوں نے مطر الورّاق سے، انہوں نے ابی بردہ سے، انہوں نے یحیٰی بن یعمر سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کو تمام اسناد سے۔ مسلم بن حجّاج نے اپنی صحیح میں اس اسناد کو بیان کیا ہے۔

وہ ہزار مقامات ایسی منازل ہیں کہ اہل سلوک ان پر گامزن ہوتے ہیں، یہاں تک کہ طالبانِ حق کو ان سے درجہ بدرجہ گزارتے ہیں اور انسان (بالآخر) حق تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و مقرّب ہو جاتا ہے، یا وہ خود منزل بہ منزل طے کرتا ہے۔ اور اس آخری منزل تک پہنچ جاتا ہے، جو ان کے لیے مقام قرب ہے اور وہ قرب جس سے وہ گزرتے ہیں اس کی منزل ہے اور جہاں سالک کو ٹھہراتے ہیں، وہ مقام ہے جیسا کہ آسمانوں میں ملائکہ ہیں۔ ارشادِ باری ہے: [۳] وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝

[۴] یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّہِمُ الْوَسِیْلَۃَ اَیُّہُمْ اَقْرَبُ

---

[۱] احسان کیا ہے؟ [۲] (احسان سے مراد یہ ہے) کہ تو اللہ تعالیٰ کی بندگی اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے، یا پھر اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا (تو یہ خیال کر) کہ وہ یقیناً تجھے دیکھ رہا ہے۔

[۳] اور (فرشتے کہتے ہیں کہ) ہم میں سے ہر ایک کا ایک مقام مقرر ہے۔

[۴] وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں وسیلہ تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون ان میں (خدا کا) زیادہ مقرب (ہوتا) ہے۔

ان ہزار مقامات میں سے ہر مقام چلنے والے کے لیے منزل اور پانے والے کے لیے مقام ہے۔ اس علم کو بیان کرنے والے تین قسم کے افراد ہیں۔

و۔ اہلِ تحقیق

ب۔ اہلِ سماع

ج۔ اہلِ دعویٰ

محقّق وہ ہیں کہ عرفانِ حق حاصل کرنے کے بعد ان کے کلام سے نور ظاہر ہوتا ہے۔

اہلِ سماع وہ ہیں کہ (خلق سے) بیگانگی ان کے کلام سے مترشح ہوتی ہے۔

اہلِ دعویٰ وہ ہیں جنہیں اپنے دعویٰ پر وحشت کی حد تک (زعم) ہے، ان کے کلام سے دیدہ دلیری ٹپکتی ہے۔

اس علم کی دلیل یافت ہے اور اس کی صحت کی علامت اس کا انجام ہے۔

ان ہزار مقامات میں لمحہ بھر کے لیے بھی چھ چیزوں کے بغیر چارہ نہیں۔

وہ چھ چیزیں حسبِ ذیل ہیں :۔

۱۔ تعظیمِ امر

۲۔ بیمِ مکر

۳۔ لزومِ عذر

۴۔ پیروئ سنّت

۵۔ مل جل کر زندگی گزارنا۔

۶۔ مخلوق پر شفقت

ہر چند کہ شریعت سر بسر حقیقت ہے اور حقیقت تمام شریعت حقیقت کی بنیاد شریعت ہے۔ شریعت حقیقت کے بغیر اور حقیقت شریعت کے بغیر بے کار ہے اور عمل کرنے والے ان ہر دو کے بغیر بے کار ہیں۔

ان ہزار منزلوں میں سے ہر منزل کی شرط یہ ہے کہ تو اس میں توبہ کے ساتھ داخل ہو اور توبہ ہی کے ساتھ نکلے۔ کیونکہ رب العزت نے فرمایا ہے :-

[۱] وَتُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

مولا کریم نے اپنے تمام بندوں کو توبہ کا محتاج بنایا ہے اور ان میں خطا پر رسوائی و ندامت کا احساس پیدا کیا ہے۔ اس نے سب کو غفلت کے نقصان اور ادائے حقوق میں عجز سے آزمایا ہے۔ وہ ذات بے نیاز ٹھہری، اس نے گناہوں کو معاف کیا اور ساری مخلوق کو اپنے عفو کا نیازمند بنایا۔

حق تعالیٰ نے فرمایا : [۲] وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

جو توبہ نہیں کرتا ، وہ ظالم ہے۔

اس نے تمام مخلوق پر دو طرح کے حکم عائد کیے ہیں۔ ایک تائب اور دوسرا ظالم۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کو نیازمندی کا صیقل اور گناہوں کی عذر خواہی کا موجب ٹھہرایا۔ آپ نے فرمایا :-

اَتُوْبُ اِلَيْكَ مِنْ ذُنُوْبِيْ كُلِّهَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝

آشنائی سے دوستداری تک ہزار مقامات ہیں اور آگاہی سے دلیری تک ہزار منزلیں ہیں اور کتاب صد میدان ان سب پر محیط ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

---

[۱] اور اہل ایمان! تم سب خدا کے آگے توبہ کرو۔

[۲] اور جو لوگ توبہ نہیں کرتے، پس وہی لوگ ظالم ہیں۔

میدان : ۱

توبہ

میدان اوّل مقام توبہ ہے اور توبہ حق تعالیٰ کی طرف لوٹنے کا نام ہے۔

ارشادِ باری ہے : تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا[۱]

یہ جان لے کہ علم زندگانی، حکمت آئینہ، قناعت حصار، امید شفاعت کنندہ، ذکر علاج اور توبہ تریاق ہے۔

توبہ راستے کا نشان، باریابی کی رہنما، خزانے کی کلید، وصالِ محبوب کی شفیع، عظیم وسیلہ قبولیّت کی شرط اور تمام مسرّتوں کی سرچشمہ ہے۔

توبہ کے ارکان تین ہیں :-

۱- دل میں نادم ہونا۔

۲- زبان پر معذرت کا اظہار۔

۳- بدی اور بدی کرنے والوں سے انقطاع۔

توبہ کی تین قسمیں ہیں :-

۱- توبۂ مطیع

۲- توبۂ عاصی

۳- توبۂ عارف

---

[۱] قرآن - ۶۶ : ۸ ترجمہ : اے ایمان والو! خدا کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔

توبۂ مطیع : بندگی کو بڑا سمجھنے سے۔
توبۂ عاصی : گناہ کو معمولی خیال کرنے سے۔
توبۂ عارف : احسان فراموشی سے

بندگی کو بڑا سمجھنے کی تین علامات ہیں :۔
۱۔ خود کو اپنے عمل کے باعث نجات یافتہ سمجھنا
۲۔ عمل کے مقصد کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا
۳۔ اپنے کردار کے عیوب تلاش نہ کرنا

گناہوں کو معمولی سمجھنے کی بھی تین علامتیں ہیں :۔
۱۔ خود کو بخشش کا مستحق سمجھنا۔
۲۔ ایذارسانی پر اطمینان کا اظہار کرنا۔
۳۔ بُرے لوگوں سے ربط و ضبط رکھنا۔

احسان فراموشی کی بھی تین نشانیاں ہیں :۔
۱۔ اپنی ذات سے حقارت کی نگاہ کا ہٹا لینا۔
۲۔ اپنے احوال کی قدر و قیمت لگانا۔
۳۔ محبّت کی خوشی کے باعث رک جانا۔

٭ ٭ ٭

میدان : ۲

مروّت

دوسرا میدان مروّت ہے ۔ توبہ کے میدان کے بعد مروّت کا میدان آتا ہے۔
مروّت کا مفہوم کم ہونا ہے اور خودداری کے ساتھ زندگی گزارنا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے : کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ [۱]

مروّت کے ارکان تین ہیں :-

۱۔ عقل کے ساتھ اپنی زندگی گزارنا
۲۔ مخلوق کے معاملات میں صبر سے کام لینا۔
۳۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیاز مندی۔

عقل کے ساتھ اپنی زندگی گزارنا تین چیزوں سے عبارت ہے :-

۱۔ اپنے مقام کو پہچاننا۔
۲۔ اپنے کام کا جائزہ لینا۔
۳۔ اپنی خیر کے لیے کوشش کرنا۔

خلق کے معاملات میں صبر کے ساتھ کام لینا تین چیزوں پر مشتمل ہے :-

۱۔ ان کی استطاعت کے مطابق ان سے راضی ہونا۔
۲۔ ان کی معذوریوں کو تلاش کر لینا۔
۳۔ حسبِ استطاعت ان کی دادرسی کرنا۔

---

[۱] قرآن - ۴ : ۱۳۵ - ترجمہ (اے ایمان والو!) انصاف پر قائم رہو۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیازمندی سے زندگی گزارنا تین چیزوں پر مشتمل ہے :-

۱- جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے اس پر شکر لازم سمجھنا۔

۲- جو کچھ تو اللہ تعالیٰ کے لیے کرے، اس پر عذر کو واجب دیکھنا۔

۳- جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو، اسے بہتر سمجھنا۔

* * *



میدان : ۳

انابت

تیسرا میدان اللہ تعالیٰ کی طرف انابت ہے۔ میدانِ مروّت کے بعد انابت کا میدان آتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے : وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ ۝ [1]

انابت کیا ہے : حق تعالیٰ کی طرف کامل رجوع

اوّل : انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی انابت ہے کہ وہ اس طرح کامل طور پر ہر چیز سے منقطع ہو کر ذاتِ باری کی طرف لوٹے کہ ان کے سوا کسی شخص کو اس کی طاقت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا : أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ ۝ [2]

داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا : خَرَّ رَاكِعًا وَّأَنَابَ ۝ [3]

شعیب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا : تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ [4]

جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا : وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۝ [5]

---

[1] قرآن ۔ ۴۰ : ۱۳ ۔ ترجمہ ۔ اور نصیحت تو وہی پکڑتا ہے جو (اس کی طرف) رجوع کرتا ہے۔

[2] قرآن ۔ ۱۱ : ۷۵ ۔ ترجمہ ۔ (بے شک ابراہیم علیہ السلام بڑے تحمل والے) نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے۔

[3] قرآن ۔ ۳۸ : ۲۴ ۔ ترجمہ ۔ (پس داؤد علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کی) وہ جھک کر گر پڑے اور (حق تعالیٰ کی طرف) رجوع کیا۔

[4] قرآن ۔ ۱۱ : ۸۸ ۔ ترجمہ ۔ (میں نے اسی پر) بھروسہ کیا اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

[5] قرآن ۔ ۳۱ : ۱۵ ۔ ترجمہ ۔ جو شخص میری طرف رجوع کرے، اس کے رستے پر چل۔

دوم : توحید کی انابت ہے کہ وہ دشمنوں کو بھی اپنی طرف بلاتا ہے

وَ اَنِیْبُوْ اِلٰی رَبِّکُمْ[۱] ــــــ مُنِیْبِیْنَ اِلَیْہِ وَ اتَّقُوْہُ[۲]

سوم : عارفوں کی انابت ہے کہ اپنے احوال میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا وَ اَنَابُوْٓا اِلَی اللّٰہِ[۳] لیکن انبیاء علیہم السلام کی انابت تین چیزوں سے عبارت ہے :-

۱ - نجات کی بشارت کے باوصف خوفِ خدا -

۲ - پیغمبری کے شرف کے ساتھ خدمت و فروتنی -

۳ - مصائب و آلام کو بطیبِ خاطر برداشت کرنا

توحید کی انابت کے تین نشان ہیں :-

۱ - اقرار و اخلاص ــــ اور اس کی یکتائی کو قبول کرنا -

۲ - اس کے اوامر کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا -

۳ - اس کے نواہی کا احترام کرنا -

اہلِ معرفت کی انابت کے تین نشان ہیں :-

۱ - گناہ سے اجتناب کرنا -

۲ - طاقت سے شرمسار ہونا -

۳ - خلوت میں حق تعالیٰ سے محبت کرنا -

---

[۱] قرآن - ۳۹ : ۵۴ - ترجمہ - اور تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو -

[۲] قرآن - ۳۰ : ۳۱ - ترجمہ - (اے اہلِ ایمان !) اسی کی طرف رجوع کئے رہو اور اس سے ڈرتے رہو -

[۳] قرآن - ۳۹ : ۱۷ - ترجمہ - اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا -

میدان : ۴

فُتُوّت

چوتھا میدان فُتُوّت ہے۔ انابت کے میدان کے بعد فُتُوّت کا میدان آتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : اِنَّھُمْ فِتْیَۃٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّھِمْ [1]

فُتُوّت کیا ہے :- جوانمردی اور آزادی سے زندگی گزارنا۔

فتوت کی تین قسمیں ہیں - ایک کا تعلق حق تعالیٰ سے، دوسری کا مخلوق سے اور تیسری کا اپنی ذات سے ہے۔ جو قسم حق تعالیٰ سے متعلق ہے وہ کیا ہے ؟

ہمت و توانائی کے ساتھ بندگی میں کوشش کرنا۔

جو قسم مخلوق سے متعلق ہے، وہ یہ ہے کہ مخلوق کو اس عیب کے باعث جسے تو جانتا ہے رسوا نہ کرے۔

جو قسم اپنی ذات سے متعلق ہے، وہ یہ ہے کہ تو اپنے نفس کا فریب اور اس کی زیب و زینت کو قبول نہ کرے۔

حق تعالیٰ سے تعلق رکھنے والی قسم کے تین نشان ہیں :-

۱- حصولِ علم سے تجھے ملال نہ ہو۔

۲- علم کی یاد تجھے چین سے بیٹھنے نہ دے۔

۳- نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے۔

---

[1] قرآن - ۱۸ : ۱۳- ترجمہ - وہ کئی جوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے۔

جو قسم مخلوق سے منسوب ہے، اس کے تین نشان ہیں :۔

۱۔ مخلوق کی جس چیز کا تجھے علم نہیں، اس پر قیاس آرائی نہ کرے۔

۲۔ جو[ل] چیز تو جانتا ہے، اس کی پردہ پوشی کرے۔

۳۔ اس پردہ داری سے اہلِ ایمان کی سفارش کرے۔

جو قسم اپنی ذات سے متعلق ہے، اس کے تین نشان ہیں :۔

۱۔ اپنے عیب تلاش کرنے میں مشغول رہے اور انہیں بُرا سمجھے۔

۲۔ نعمت کے شکر کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اپنے لیے پردہ پوشی سمجھے۔

۳۔ تجھے خوفِ خدا ہر لمحہ دامنگیر رہے۔

ل اصل متن یہ ہے ' وآنچہ ندانی بپوشانی ' اس میں 'ندانی' محلِ نظر ہے اس کی بجائے مناسب و موزوں لفظ 'بدانی' نظر آتا ہے اس لیے کہ اسی امر کی پردہ پوشی کی جائے گی جس کا علم ہو اور جس کا سرے سے علم ہی نہ ہو اس کی پردہ پوشی ذرا عجیب لگتی ہے۔ شیخ سعدیؒ نے گلستاں میں لکھا ہے ۔ خدا مہ داند و می پوشد ، ہمسایہ نمی بیند و می خروشد



میدان : ۵

ارادت

پانچواں میدان ارادت ہے۔ فتوت کے میدان کے بعد ارادت کا میدان آتا ہے۔ آدمی سفر میں ہے اور ارادت اس کی آرزو ہے۔

ارشادِ باری ہے : قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ [1]

ارادت کی کل تین قسمیں ہیں :۔

۱۔ محض دُنیا کی ارادت۔

۲۔ محض عقبیٰ کی ارادت

۳۔ محض اللہ تعالیٰ کی ارادت

البتہ محض دنیا کی ارادت یہ ہے جسطرح ارشادِ باری ہے : مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا [2]۔ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنيا [3]۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا [4]۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ [5]۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا [6]۔ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا [7]۔

---

[1] قرآن - ۱۷ : ۸۴ - ترجمہ : آپ فرما دیں کہ ہر شخص اپنے طریق کے مطابق عمل کرتا ہے۔

[2] قرآن - ۳ : ۱۵۲ - ترجمہ : تم میں سے بعض تو دنیا کے خواستگار تھے۔

[3] قرآن - ۸ : ۶۷ - ترجمہ : (پیغمبر کو شایاں نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں جب تک زمین میں کثرت سے خون نہ بہا دے) تم لوگ دُنیا کے مال کے طالب ہو۔

[4] قرآن - ۴۲ : ۲۰ - ترجمہ : جو دنیا کی کھیتی کا خواستگار ہے۔

[5] قرآن - ۱۷ : ۱۸ - جو شخص دنیا کی آسودگی کا خواہشمند ہو۔

[6] قرآن - ۱۱ : ۱۵ - ترجمہ : جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش و زینت کے خواستگار ہوں۔

[7] قرآن - ۳۳ : ۲۸ - ترجمہ - اگر تم حیاتِ دنیوی اور اس کی زیب و زینت کی آرزومند ہو۔

اس کے تین نشان ہیں :-

۱- کثرتِ دنیا میں دین کے نقصان سے راضی ہونا۔

۲- مسلمان درویشوں سے منہ پھیر لینا۔

۳- اللہ تعالیٰ کی جناب میں دنیوی مقاصد کی خاطر اپنی حاجات کو پیش کرنا۔

محض آخرت کی ارادت یہ ہے کہ جسطرح مولا کریم نے ارشاد فرمایا ہے : وَمَنْ[1] اَرَادَ الْاٰخِرَةَ - مَنْ[2] كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ -

اور وہ تین چیزوں سے عبارت ہے :-

۱- دین کی سلامتی میں دنیوی نقصان سے راضی ہو جانا۔

۲- درویشوں کے ساتھ محبت رکھنا۔

۳- مولا کریم کے سامنے آخرت کے لیے اپنی حاجات پیش کرنا۔

محض ارادتِ الٰہی یہ ہے جیسا کہ ارشادِ باری ہے : وَاِنْ[3] كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور وہ تین چیزوں پر مشتمل ہے :-

۱- کونین سے بے نیاز ہو جانا۔

۲- خلق سے آزاد ہونا۔

۳- خواہشاتِ نفس سے نجات پانا۔

---

[1] قرآن - ۱۷ : ۱۹ - ترجمہ - اور جس نے آخرت کا ارادہ کیا۔

[2] قرآن - ۴۲ : ۲۰ - ترجمہ - جو کشتِ زارِ آخرت کا آرزو مند ہو۔

[3] قرآن - ۳۳ : ۲۹ - ترجمہ - اور اگر تم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خواستگار ہو۔

میدان : ۶

قصد

چھٹا میدان قصد ہے ارادت کے میدان سے قصد کا میدان اُبھرتا ہے۔
قصد کی صحت اور نیت کی پختگی کام کے لیے بیج کی مانند ہے اور اسکی بنیاد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،
وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ[1]
قصد اللہ تعالیٰ (کی معرفت کے حصول) کا ارادہ کرنا ہے تا آنکہ تو ماسوا اللہ سے کامل انقطاع اختیار کر لے۔

قصد کے تین ارکان ہیں :۔

۱۔ قصدِ تن خدمت کے لیے۔
۲۔ قصدِ دل معرفت کے لیے۔
۳۔ قصد جاں مشقت کے لیے۔

قصدِ تن کے تین نشان ہیں :۔

۱۔ جد و جہد سے پل بھر نہ رکنا۔
۲۔ ناز و نعمت میں کمی۔
۳۔ فراغت کا تلاش کرنا۔

قصدِ دل کے تین نشان ہیں :۔

۱۔ تکلیف اُٹھانا

---

[1] قرآن۔ ۴ : ۱۰۰۔ ترجمہ۔ اور جو شخص خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کر کے گھر سے نکل جائے۔

۲۔ خلوت گزینی ۔

۳۔ ضروریاتِ زندگی پر اکتفا کرنا ۔

قصدِ جاں کے تین نشان ہیں :۔

۱۔ دل کا نازک ہونا۔

۲۔ سماع سے اضطراب ۔

۳۔ موت کا دھیان رکھنا۔

٭ ٭ ٭



میدان : ۷

صبر

ساتواں میدان صبر ہے ۔ قصد کے میدان سے صبر کا میدان نکلتا ہے ۔
ارشادِ باری ہے : وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ [1]

صبر کے تین ارکان ہیں :۔

۱۔ مُصیبت پر صبر کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اِصْبِرُوْا [2]

۲۔ معصیت سے صبر کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وَصَابِرُوْا [3]

۳۔ طاعت پر صبر کرنا جس کے بارے میں فرمایا : وَرَابِطُوْا [4]

تکلیف پر صبر محبت کے باعث کیا جاتا ہے اور اس سے تین چیزیں برآمد ہوتی ہیں :۔

۱۔ دل کی یکسوئی ۔

۲۔ علم کی باریک بینی ۔

۳۔ نورِ فراست ۔

گناہگاری سے صبر اللہ تعالیٰ کے خوف کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اس سے تین چیزیں ظہور پذیر ہوتی ہیں :۔

۱۔ قلوب کا الہام

---

[1] قرآن : ۴ : ۲۵ ۔ ترجمہ ۔ اور اگر تم صبر کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا ۔

[۲،۳،۴] قرآن : ۳ : ۲۰۰ ۔ ترجمہ ۔ تم صبر کرو ۔ اہل کفر و معصیت کے مقابلہ میں ثابت قدم رہو اور استقامت اختیار کرو اور ڈٹے رہو ۔

۲۔ قبولیتِ دُعا۔

۳۔ پاکیزگی کا نور۔

طاعت پر صبر امید کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اس سے تین چیزیں پیدا ہوتی ہیں :-

۱۔ آفات کا ٹل جانا۔

۲۔ روزی کا غیر متوقّع طور پر پُہنچنا۔

۳۔ نیکیوں کی طرف میلان۔

٭ ٭ ٭

میدان : ۸

جہاد

آٹھواں میدان جہاد ہے۔ صبر کے میدان سے جہاد کا میدان نکلتا ہے۔

جہاد — نفس، شیطان اور دُشمن کے ساتھ برزد آزمائی ہے۔

ارشادِ باری ہے : وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ[1]

جہاد کے تین ارکان ہیں :-

۱۔ دُشمن کے مقابل تلوار کے ساتھ۔

۲۔ نفس کے خلاف قہر کے ساتھ۔

۳۔ شیطان کے خلاف صبر کے ساتھ۔

غازیانِ شمشیر تین قسم کے ہیں :-

۱۔ مجاہد جسے اجر نصیب ہوگا۔

۲۔ زخمی جس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۳۔ وہ قتیل جو شہید کہلائے گا۔

نفس کے خلاف جہاد کرنے والوں کی بھی تین قسمیں ہیں :-

۱۔ جو کوشش کرتا ہے، وہ ابرار سے ہے۔

۲۔ جو غالب آجاتا ہے، وہ اوتاد سے ہے۔

۳۔ جو اس سے آزاد ہو جاتا ہے، وہ ابدال سے ہے۔

---

[1] قرآن - ۲۲ : ۷۸ - ترجمہ - اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔

شیطان کے خلاف جہاد کرنے والوں کی تین قسمیں ہیں :۔

۱۔ علم میں مشغول ہونے والے جو مقربینِ بارگاہ سے ہیں۔

۲۔ عبادت میں مشغول ہونے والے جو صدیقین میں سے ہیں۔

۳۔ زہد میں مشغول ہونے والے، جو اولیاء اللہ میں سے ہیں۔

⁂ ⁂ ⁂

میدان : ۹

ریاضت

نواں میدان ریاضت ہے۔ جہاد کے میدان سے ریاضت کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا۔[1]

ریاضت کا مفہوم نرم کرنا ہے اور اس کے تین ارکان ہیں :-

۱۔ افعال کی ریاضت نگہداشت کے ساتھ۔

۲۔ اقوال کی ریاضت ضبط کے ساتھ۔

۳۔ اخلاق کی ریاضت نرمی کے ساتھ۔

ریاضتِ افعال تین چیزوں سے عبارت ہے :-

۱۔ علم کی پیروی۔

۲۔ رزقِ حلال۔

۳۔ ذکر و شغل پر مداومت۔

ریاضتِ اقوال تین چیزوں پر مبنی ہے :-

۱۔ تلاوتِ کلام پاک۔

۲۔ (اللہ کی جناب میں) ہمیشہ عذر خواہی کرنا۔

۳۔ نصیحتِ خلق۔

---

[1] قرآن۔۹ : ۱۰۸۔ ترجمہ۔ اس (مسجد) میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔

ریاضتِ اخلاق تین چیزوں سے عبارت ہے :-

۱- عاجزی -

۲- جوانمردی -

۳- بُردباری

٭ ٭ ٭



میدان : ۱۰

تہذیب

دسواں میدان تہذیب ہے۔ ریاضت کے میدان سے تہذیب کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا ۔[1]

تہذیب کے طریقے تین ہیں :۔

۱۔ سنّتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم ۔

۲۔ صحبتِ بزرگاں ۔

۳۔ خلوت نشینی ۔

تین چیزوں کی تہذیب کی جاتی ہے :۔

۱۔ تہذیبِ نفس

۲۔ تہذیبِ عادات

۳۔ تہذیبِ دل

تہذیبِ نفس تین چیزوں سے عبارت ہے :۔

۱۔ نفس کو معصیت سے روکنا

۲۔ اسے خرافات سے عقل و شعور کی طرف لانا

۳۔ پھر غفلت سے بیداری کی طرف لانا

---

[1] قرآن ۔ ۶۶ : ۶ ۔ ترجمہ ۔ (اے ایمان والو !) خود کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ ۔

تہذیبِ عادات سے یہ مراد ہے کہ تو :۔

۱۔ بیقراری سے صبر کی طرف رجوع کرے۔

۲۔ بخل سے خرچ کی طرف مائل ہو۔

۳۔ انتقام کی بجائے عفو و درگزر اختیار کرے۔

تہذیبِ دل تین چیزوں سے عبارت ہے :۔

۱۔ بے خوفی کی موت کی بجائے خوفِ خدا والی زندگی گزارنا

۲۔ مایوسی کی نحوست سے امید کی برکت کے ساتھ آنا

۳۔ باطنی انتشار کی زحمت سے جمعیّتِ خاطر کی طرف آنا

٭ ٭ ٭

میدان : ۱۱

محاسبہ

گیارہواں میدان محاسبہ ہے۔ تہذیب کے میدان سے محاسبہ کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : "وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ" ط [1]

محاسبہ کے تین ارکان ہیں :-

۱۔ معاملات سے گناہ کو جُدا کرنا

۲۔ نعمت کا خدمت سے موازنہ کرنا

۳۔ اپنے نصیب کو مولا کریم کی نعمت سے جُدا کرنا۔

رکنِ اوّل کی حقیقت کو پہچاننا یہ ہے کہ تو جان لے :-

۱۔ جس کام میں شیطان کی شرکت ہے، وہ گناہ ہے

۲۔ جس معاملہ میں ظلم شامل ہے، وہ گناہ ہے

۳۔ جو عمل خلافِ سنّت ہے، وہ معصیت ہے

دُوسرے رکن کی اصل کا پہچاننا یہ ہے کہ تو جان لے :-

۱۔ نعمتوں کی قدر نہ کرنا (اللہ تعالیٰ سے) صریحاً دشمنی ہے۔

۲۔ نعمتوں کے اعتراف کے بعد شکر نہ کرنا، تاوان کے مترادف ہے۔

۳۔ معصیت میں مشغول رہنا زوالِ ایمان کی بنیاد ہے۔

---

[1] قرآن۔ ۵۹ : ۱۸۔ ترجمہ۔ (اے اہلِ ایمان!) ہر شخص کو دیکھنا چاہیئے کہ اس نے فردائے قیامت کے لیے کیا سازوسامان بھیجا ہے۔

تیسرے رکن کی اصل کا عرفان یہ ہے کہ :۔

۱۔ ہر ایسی خدمت جس کے عوض تو دنیا کا طلب گار ہے، وہ تیرا ثمر ہے

۲۔ ہر ایسی خدمت جس سے تو آخرت چاہتا ہے، وہ تجھے حاصل ہوگی

۳۔ ہر ایسی خدمت جس سے تو اللہ تعالیٰ کا طلب گار ہے، وہ تیری اصل قدر و قیمت ہے

٭ ٭ ٭



میدان : ۱۲

یَقَظَہ

بارھواں میدان یَقَظَہ ہے۔ محاسبے کے میدان سے یقظہ کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : وَ لَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ۝[1]

یقظت (بیداری) کے تین رکن ہیں :-

۱۔ نعمت ہائے فراواں کو ذات باری تعالیٰ کی طرف سے دیکھنا اور جرم ہائے کبیرہ کو اپنی طرف سے دیکھنا۔

۲۔ سود و زیاں سے اپنے زمانے کا معیار قائم کرنا۔

۳۔ ہر قسم کے مکر و فریب سے ہمیشہ ڈرتے رہنا۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تین چیزوں سے حاصل کیا جا سکتا ہے :-

۱۔ نیازمندیٔ دل کے ساتھ

۲۔ علم کے سننے سے

۳۔ رزق کی پاکیزگی کے ساتھ

دوسرے رکن کا حصول تین چیزوں پر منحصر ہے :-

۱۔ آرزوؤں کا کم کرنا

۲۔ دوامِ فکر

۳۔ بیداریٔ سحرگاہ

---

[1] قرآن۔ ۷ : ۲۰۵۔ ترجمہ۔ اور آپ غفلت کرنے والوں سے نہ ہو جائیں۔

تیسرا رکن تین چیزوں سے حاصل کیا جا سکتا ہے :-

۱- اپنی ذات کے ساتھ بد گمانی رکھے (اپنے وجود اور اعمال پر مغرور نہ ہو)

۲- دنیوی تعلقات سے انقطاع

۳- اللہ تعالیٰ کی تعظیم



میدان : ۱۳

زہد

تیرھواں میدان زہد ہے ۔ یَقَظَتُ (بیداری) کے میدان کے بعد زہد کا میدان آتا ہے ۔

ارشادِ باری ہے : بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ [1]

زہد تین چیزوں میں ہوتا ہے :۔

اوّل ۔ دنیا میں

دوم ۔ خلق میں

سوم ۔ اپنی ذات میں

ﺍ ۔ جو شخص اس دنیا کا مال و دولت اپنے دشمن پر صرف کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا، وہ اس عالم میں زاہد ہے ۔

ب ۔ جس شخص کو مخلوق کی پاسداری حقوق میں سست نہ کرے ، وہ خلق میں زاہد ہے ۔

ج ۔ جو خود کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتا ، وہ اپنی ذات میں زاہد ہے ۔

دنیا میں زہد کے تین نشان ہیں :۔

۱ ۔ موت کو یاد رکھنا

۲ ۔ اپنی روزی پر قناعت

۳ ۔ درویشوں کے ساتھ محبت رکھنا

[1] قرآن ۔ ۱۱ : ۸۶ ۔ ترجمہ ۔ خدا کا دیا ہوا نفع ہی تمہارے لیے بہتر ہے ۔

خلق میں زہد کے تین نشان ہیں :-

۱- حکم الٰہی کے منشا کا دیکھنا

۲- اوامر خداوندی پر ثابت قدمی

۳- مخلوق کی عاجزی کو ملحوظ رکھنا

اپنے وجود میں زہد تین چیزوں سے عبارت ہے :-

شیطان کے مکروفریب ،

اپنی کمزوری اور

استدراج کی ظلمت کو پہچاننا

۞ ۞ ۞



میدان : ۱۴

تجرید

چودھواں میدان تجرید ہے - زہد کے میدان سے تجرید کا میدان نکلتا ہے -

ارشادِ باری ہے : وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ -

تجرید تین چیزوں میں ہے :-

۱- جسم میں

۲- دل میں

۳- سِرّ میں

تجریدِ نفس ـــــ قراء کا طریق ہے

تجریدِ دل ـــــ صوفیا کا طریق ہے

تجریدِ سِرّ ـــــ عارفین کا طریق ہے

تجریدِ نفس تین چیزوں سے عبارت ہے :-

۱- دنیا کا طلب نہ کرنا

۲- اس کے چھن جانے پر افسوس نہ کرنا

۳- جو موجود ہو، اس کا نہ چھپانا

لہ قرآن - ۲۰ : ۱۳۱ - ترجمہ - (اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے حیاتِ دنیوی میں آرائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے تاکہ ان کی آزمائش کریں، ان پر نگاہ نہ کریں-

تجریدِ دل تین چیزوں سے عبارت ہے :-

۱- جو موجود نہ ہو ، اس کی امید نہ رکھنا

۲ - جو موجود ہو ، اس کی قیمت نہ لگانا

۳ - اور اس کے ترک کرنے سے نہ ڈرنا

تجریدِ سر تین چیزوں سے عبارت ہے :-

۱- اسباب پر تکیہ نہ کرنا

۲- راہِ حق میں اپنی ذات کو بے نام و نشاں کر دینا

۳ - حق سے سوائے حق کے کچھ نہ دیکھنا ،

٭ ٭ ٭



میدان : ۱۵

وَرَع

پندرہواں میدان وَرَع ہے - تجرید کے میدان سے ورع کا میدان نکلتا ہے -
ارشادِ باری ہے : اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ - [1]

ورع کا مفہوم پرہیزگاری اختیار کرنا ہے :

ا - ناپسندیدہ امور سے

ب - کثرتِ دنیا سے

ج - دلہائے پراگندہ سے

ناپسندیدہ امور سے پرہیز تین چیزوں کے ساتھ کیا جا سکتا ہے :-

۱ - خود کو عیب گوئی سے باز رکھنا

۲ - اپنے دین کو نقصان سے بچانا

۳ - حرص و ہوا کو اپنی ذات سے دور رکھنا اور پسندیدہ طریق پر چلنا

کثرتِ دنیا سے پرہیز تین چیزوں کو (پیش نظر رکھکر) کیا جا سکتا ہے :-

۱ - روزِ حساب کی رسوائی

۲ - دشمنوں کی خوشی

۳ - وارثوں کا غبن

---

[1] قرآن - ۴ : ۳۱ - ترجمہ - اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے، جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے، اجتناب کرو (تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ معاف کر دیں گے)

دلہائے پراگندہ سے پرہیز تین چیزوں کے ساتھ کیا جا سکتا ہے :۔

۱۔ قرآنِ کریم میں تدبّر کے ساتھ

۲۔ قبرستان کی زیارت سے

۳۔ حکمتِ الٰہی میں تفکّر سے

* * *

میدان : ۱۶

تقوٰی

سولھواں میدان تقوٰی ہے۔ ورع کے میدان سے تقوٰی کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ[1] ـــــ وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ[2] ہ

متّقی افراد تین قسم کے ہیں : چھوٹے درجہ کے، متوسط، اور بلند مرتبہ۔

سب سے چھوٹے درجہ کا متّقی وہ ہے جو اپنی توحید کے ساتھ شرک کو نہ ملائے۔ اخلاصِ عمل کے ساتھ نفاق کی آمیزش نہ کرے اور اپنی عبادت کو بدعت کے ساتھ آلودہ نہ کرے۔

متوسط متّقی وہ ہے جو اپنی خدمت کے ساتھ ریا کو نہ ملائے، اپنی روزی میں شک وشبہ کی آمیزش نہ کرے اور اپنے پاکیزہ احوال کے ساتھ (خرافاتِ دنیوی) کا ضیاع نہ ملائے۔

بلند مرتبہ متّقی وہ ہے کہ :-

۱- نعمت کو شکایت کے ساتھ نہ ملائے۔

۲- اپنی گناہگاری پر دلیل و برہان قائم نہ کرے

۳- خود پر جو احساناتِ خداوندی ہیں، ہمیشہ انہیں ملحوظ رکھے۔

---

[1] قرآن۔ ۱۲ : ۹۰۔ ترجمہ۔ جو شخص خدا سے ڈرتا اور صبر کرتا ہے۔

[2] قرآن۔ ۲ : ۴۱۔ ترجمہ۔ اور مجھی سے ڈرتے رہو۔

میدان : ۱۷

معاملہ

سترھواں میدان معاملہ ہے۔ تقویٰ کے میدان سے معاملہ کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : وَاْتَمِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ [1]

معاملہ تین چیزوں سے عبارت ہے :۔

ا۔ اپنی ذات سے مخالفت کے ساتھ

ب۔ خلق سے انصاف کے ساتھ

ج۔ اللہ تعالیٰ سے اعتراف کے ساتھ زندگی گزارنا

حسنِ معاملہ کے تین ارکان ہیں :۔

۱۔ عدل کے ساتھ دادرسی

۲۔ فضل کے ساتھ مال خرچ کرنا

۳۔ مہربانی کے ساتھ ایثار

انصاف کرنا تین چیزوں کے ساتھ ممکن ہے :۔

۱۔ اپنی ذات سے ننگ و عار محسوس کرنا

۲۔ فیصلہ کی جزا سے ڈرنا

۳۔ مقدور بھر کوشش کرنا

---

[1] قرآن ۔ ۶۵ : ۶ ۔ ترجمہ ۔ اور پسندیدہ طریق سے موافقت رکھو۔

انفاقِ مال تین چیزوں کے ساتھ مربوط ہے :-

۱- کمینہ پن سے گریز کرنا

۲- سخاوت کی عزت کو ملحوظ رکھنا

۳- (اہلِ حاجت کی) آرزو کو پہچاننا

ایثار تین چیزوں کے ساتھ کیا جا سکتا ہے :-

۱- حدودِ الٰہی کو مخلوق کے تنازعات پر ہمیشہ ترجیح دینا

۲- دائمی مسرّت کو عارضی خوشی پر ترجیح دینا

۳- ہمیشہ کے شرف کو اس کائنات کے شغل پر ترجیح دینا

***



میدان : ۱۸

مُبالات

اٹھارہواں میدان مُبالات ہے، معاملہ کے میدان سے مبالات کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ [1]

مُبالات کا مفہوم حزم و احتیاط ہے اور وہ تین چیزوں سے متعلق ہے :۔

کسی سے ڈر کی وجہ سے یا

کسی سے شرم کے باعث یا

کسی سے محبت کے باعث

خوف کا مفہوم یہ ہے کہ تو اس بات سے ڈرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر برابر احسان کرتا رہتا ہے اور تو پے در پے سرکشی اختیار کرتا ہے۔

وہ تیرے شرف میں اضافہ کرتا ہے اور تو اس کی حدود سے تجاوز کرتا چلا جا رہا ہے وہ تجھے مزید سرفراز کرتا ہے اور تو زیادہ گناہ کرتا ہے۔

شرم سے مراد یہ ہے کہ :۔

۱۔ تو اس کی نعمتوں کو حقیر نہ سمجھے

۲۔ اپنے گناہوں کو معمولی خیال نہ کرے

۳۔ اور مکر و ریا کے ساتھ خود ستائی نہ کرے۔

---

[1] قرآن۔ ۳ : ۳۰۔ ترجمہ۔ اور تمہیں اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے۔

محبت سے مراد یہ ہے کہ :-

تو اس بات سے ڈرتا رہے کہ وہ تیری طرف التفات کرے اور تو اس سے غافل رہے۔

یا تو اس سے بہشت کے ساتھ راضی ہو جائے۔

یا اس کی ذات کے سوا کسی چیز کی آرزو نہ کرے۔

☆ ☆ ☆



میدان : ۱۹

یقین

اُنیسواں میدان یقین ہے۔ مُبالات کے میدان سے یقین کا میدان نکلتا ہے۔
یقین ہر قسم کے گمان کے بغیر ہوتا ہے اور اس کے تین باب ہیں :۔

۱۔ علمِ یقین

۲۔ عینِ یقین

۳۔ حقِ یقین

عِلمِ یقین : دلیل سے حاصل ہوتا ہے

عینِ یقین : تجربہ سے حاصل کیا جاتا ہے

حقِ یقین : حقیقت پر مبنی ہوتا ہے

عِلمِ یقین مطالعہ ہے، عینِ یقین مکاشفہ ہے، حقِ یقین مشاہدہ ہے
عِلمِ یقین شنیدہ سے، عینِ یقین الہام سے اور حقِ یقین دیکھنے سے پیدا ہوتا ہے

عِلمِ یقین کسی چیز کی شناخت کا سبب ہے۔
عینِ یقین سبب سے نجات پانے کا نام ہے
حقِ یقین ہر قسم کے انتظار و امتیاز سے آزاد ہوتا ہے۔

❊ ❊ ❊

میدان : ۲۰

بصیرت

بیسواں میدان بصیرت ہے۔ یقین کے میدان سے بصیرت کا میدان نکلتا ہے۔
ارشادِ باری ہے : تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ [1]

بصیرت کا مفہوم دیدہ وری ہے۔
بصیرت تین چیزوں کے ساتھ ہے :

۱- بصیرتِ قبول
۲- بصیرتِ اتّباع
۳- بصیرتِ حقیقت

بصیرتِ قبول : محبّت کے حصول تک رسائی کا نام ہے
قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ [2]

بصیرتِ اتّباع : جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر سختی سے کاربند ہونا ہے
عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىْ [3]

---

[1] قرآن - ۷ : ۲۰۱ - ترجمہ : جو لوگ پرہیزگار ہیں جب انہیں شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے، تو چونک پڑتے ہیں۔ پھر وہ دیکھنے لگتے ہیں۔

[2] قرآن - ۶ : ۱۰۵ - ترجمہ - تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے روشن دلیلیں پہنچ چکی ہیں۔

[3] قرآن - ۱۲ : ۱۰۸ - ترجمہ - میں اور میری پیروی کرنے والے بصیرت پر ہیں۔

بصیرتِ حقیقت : اپنے مالکِ حقیقی کو دل کی نگاہوں سے دیکھنا ہے۔

تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ [۱]

بصیرتِ قبول : تجربات، نشانات اور دلائل کے مشاہدہ میں ہے

بصیرتِ اتّباع : کتاب و سنّت اور اسلاف کے آثار میں ہے

بصیرتِ حقیقت : دل میں ایک چراغ ہے کہ یہ میں ہوں

وہ کان میں ایک ندا ہے کہ میں یہاں ہوں اور ایک روشن نشان کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔

---

[۱] قرآن - ۵۰ : ۸ - ترجمہ - ہر رجوع کرنے والے بندے کے لیے (اس میں) ہدایت اور نصیحت ہے

* * *

میدان : ۲۱

توکّل

اکیسواں میدان توکّل ہے۔ بصیرت کے میدان سے توکّل کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ [1]

فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝ [2]

توکّل یقین کا پُل، ایمان کا ستون اور اخلاص کی منزل ہے۔

توکّل تین مقامات میں پایا جاتا ہے :-

۱- تجربے کے وقت

۲- اضطراری حالت میں

۳- حقیقی صورت میں

تجربے کے تحت توکّل یہ ہے کہ لوگ کوشش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کارسازی کرتا ہے اور یہ کام کرنے والوں کا حال ہے۔

جبر کے تحت توکّل یہ ہے کہ انسان صحیح طور پر جان لے کہ کسی کے اختیار میں کچھ نہیں حیلہ سازی بیکار محض ہے، اسباب بے فائدہ ہیں اور — اس کے بعد مطمئن ہو جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت کے منتظر لوگوں کا حال ہے۔ توکّل حقیقی معنوں میں یہ ہے کہ انسان جان لے کہ رزق کی کشائش اور تنگی حکمتِ الٰہی کے

---

[1] قرآن - ۵ : ۲۳ - ترجمہ - اور تم اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو اگر تم اہلِ ایمان ہو۔

[2] قرآن - ۱۰ : ۸۴ - ترجمہ - پس تم اسی پر توکّل کرو اگر تم مسلمان ہو۔

تحت ہے ۔ رزق کا تقسیم کرنے والا مہربان ہے اور غافل نہیں ۔ بندۂ عاجز کے لیے ہمیشہ حیرت ہی حیرت ہے ۔ یہ سمجھنے کے بعد وہ آسودہ خاطر ہو جائے ۔

یہ اہلِ رضا کا حال ہے ۔

" " "



میدان : ۲۲

لجا

بائیسواں میدان لجا ہے۔ توکّل کے میدان سے لجا کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ[1]

لجا کا مفہوم کسی مقام پر پناہ حاصل کرنا ہے اور اس کے تین رکن ہیں :۔

۱۔ پناہِ زباں

۲۔ پناہِ دل

۳۔ پناہِ جاں

زباں کی پناہ معذرت خواہی ہے۔ دل کی پناہ انکسار ہے، جان کی پناہ اضطرار ہے اور اضطرار کا مفہوم اشتیاق ہے۔

توکّل کام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہے اور لجا خود کو ذاتِ باری کے سپرد کرنا ہے۔

توکّل اللہ تعالیٰ سے امیّد رکھنا ہے اور لجا اللہ تعالیٰ ہی کی امید رکھنا ہے۔

متوکّل عطا کے ساتھ آرام پاتا ہے، اور صاحبِ لجا ذات کے ساتھ آرام پاتا ہے۔

لجا کی راہ میں کوئی حجاب نہیں اور اس کے فیوض کا کوئی حساب نہیں۔ جہاں لجا نہیں، اس کی اصل بے مایہ ہے۔ لجا پاکبازوں کے لیے زیب و زینت ہے اور متلاشیانِ حق کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ کے دروازے کا حلقہ ہے۔

---

[1] قرآن۔ ۹ : ۱۱۸۔ ترجمہ۔ اور انہوں نے جان لیا کہ خدا کے (ہاتھ) سے خود اس کے سوا کوئی پناہ نہیں۔

میدان : ۲۳

رضا

تیئیسواں میدان رضا ہے۔ لجا کے میدان سے رضا کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : وَرَضُوا عَنْهُ ط[1]

رضا خوشنودی اور پسندیدگی ہے اور وہ تین چیزوں سے عبارت ہے۔

ا۔ اللہ تعالیٰ کا دین جس طرح اس نے اتارا ہے، تو اس کے ساتھ راضی ہو جائے۔

ب۔ تقدیر اور روزی جس طرح اس نے تیرے اور دوسروں کے لیے مقرر فرمائی، تو اس کے ساتھ راضی ہو جائے۔

ج۔ ماسوا اللہ کی بجائے تو اپنے مولا کے ساتھ راضی ہو جائے۔

اس کے دین کو جس طرح اس نے اتارا، پسند کرنے میں ہر قسم کے تکلف، بدعت اور وساوس سے آزادی نصیب ہوتی ہے۔

اس کی تقدیر کو پسند کرنے میں ہر قسم کی حیلہ سازی، حسد اور پریشانی سے نجات مل جاتی ہے۔

ماسوا اللہ کی بجائے اپنے مالک کے ساتھ راضی ہونے میں ہر قسم کے خطرات، دنیوی علائق اور دونو جہاں سے آزادی ہے۔

---

[1] قرآن - ۹ : ۱۰۰، ۵۸ : ۲۲، ۹۸ : ۸ (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا) اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔

میدان : ۲۴

موافقت

چوبیسواں میدان موافقت ہے۔ رضا کے میدان سے موافقت کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ط [1]

موافقت : کشادہ دلی کے ساتھ حکم کو قبول کرنا۔ رضا، حکم کے ظاہر ہونے کے بعد اور موافقت حکم کے ظہور سے پیشتر واقع ہوتی ہے۔

موافقت تین چیزوں کے ساتھ ہے :-

۱۔ بندے کے اختیار کا درمیان سے اُٹھ جانا۔

۲۔ اپنے مولا کی عنایت کو صحیح تسلیم کرنا۔

۳۔ اپنی شان و شوکت اور دونوجہاں کی محبت سے انقطاع۔

اختیار کے اُٹھ جانے کی علامت تین چیزوں کے ساتھ ہے :-

۱۔ رنج و راحت میں یکساں رہنا

۲۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ملنے اور چھن جانے سے متاثر نہ ہونا

۳۔ (نگاہ میں) مرگ و زیست کا برابر ہو جانا

عنایتِ مولا کو دیکھنے کی علامت تین چیزوں کے ساتھ وابستہ ہے :-

۱۔ اس کے دل کو وہ مسرّت عطا کر دیں، جو تمام غموں کو صاف کر دے۔

۲۔ اسے وہ نور بخش دیں، جو دنیوی علائق کو زائل کر دے۔

۳۔ اسے وہ قربِ خاص نصیب ہو جو انتشار کو دور کر دے۔

---

[1] قرآن - ۲۰ : ۷۲ - ترجمہ - تو جو بھی فیصلہ کرنے والا ہے، کر گزر۔

اپنی ذات اور دونوں جہاں کی محبت سے انقطاع کی علامت تین چیزوں سے وابستہ ہے :-

۱- یہ کہ انسان کی تمام حاجات صرف ایک ذات سے متعلق ہوں۔

۲- دل میں کوئی ایسا حجاب نہ رہے، جو اسے مستور کر دے۔

۳- دل میں خواہشات کی ریشہ دوانی نہ رہے۔

جس شخص نے حکم الٰہی میں خوف پر مقام کیا، وہ صابر ہے
جس شخص نے حکم الٰہی میں امید پر تکیہ کیا، وہ راضی ہے
جس شخص نے حکم الٰہی میں محبّت پر قرار کیا، وہ موافق ہے

٭ ٭ ٭



میدان : ۲۵

اخلاص

پچیسواں میدان اخلاص ہے۔ موافقت کے میدان سے اخلاص کا میدان نکلتا ہے۔
ارشادِ باری ہے : قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّہٗ دِیْنِیْ ۝ [1]
اخلاص کا مفہوم کسی چیز کا ممتاز کرنا ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں :۔

اخلاصِ شہادت ______ وہ اسلام میں ہے
اخلاصِ خدمت ______ وہ ایمان میں ہے
اخلاصِ معرفت ______ وہ حقیقت میں ہے

اخلاصِ شہادت کے تین گواہ ہیں :۔
۱۔ احکامِ الٰہی کی بجاآوری
۲۔ نواہی سے پرہیز
۳۔ رضائے خداوندی سے سکون پانا

اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ط [2]

اخلاصِ خدمت کے تین گواہ ہیں :۔
۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مخلوق کو نہ دیکھنا
۲۔ کارِ حق میں سُنّتِ مطہرہ کی پاسداری
۳۔ اطاعتِ الٰہی میں حلاوت پانا

---

[1] قرآن - ۳۹ : ۱۴ - ترجمہ - آپؐ فرمادیں کہ میں اپنے دین کو (شرک سے) خالص کر کے اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔
[2] قرآن - ۳۹ : ۳ - ترجمہ - دیکھو! خالص عبادت اللہ ہی کو زیبا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے: وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۵[1]

اخلاصِ معرفت کے تین گواہ ہیں :-

۱- وہ خوف جو گناہ سے روکنے والا ہو

۲- وہ امید جو طاعت پر ثابت قدم رکھے

۳- وہ محبّت جو حکمِ الٰہی کے ساتھ موافقت کرنے والی ہو

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّآ اَخْلَصْنٰھُمْ بِخَالِصَةٍ[2]

---

[1] قرآن - ۹۸ : ۵ - ترجمہ - اور انہیں حکم تو یہی ہوا تھا کہ اخلاصِ عمل کے ساتھ خدا کی عبادت کریں۔

[2] قرآن - ۳۸ : ۴۶ - ترجمہ - بے شک ہم نے انہیں ایک صفتِ خاص (آخرت کے گھر کی یاد) سے ممتاز کیا تھا۔

میدان : ۲۶

تبتُّل

چھبیسواں میدان تبتُّل ہے۔ اخلاص کے میدان سے تبتُّل کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے: وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ؕ[۱]

تبتل کا مفہوم مراجعت ہے اور اس سے مراد تین چیزیں ہیں تین چیزوں کے ساتھ:۔

۱۔ دوزخ سے بہشت کی طرف

۲۔ دُنیا سے آخرت کی طرف

۳۔ اپنی ذات سے حق کی طرف

دوزخ سے بہشت میں پہنچنا تین چیزوں پر مبنی ہے:۔

۱۔ حرام سے حلال کے ساتھ پیوستہ ہونا

۲۔ کینہ و عداوت سے نصیحت کی طرف لوٹنا

۳۔ دیدہ دلیری سے خوفِ خُدا کی طرف رجوع کرنا

دنیا سے آخرت کی طرف آنا تین چیزوں سے عبارت ہے:۔

۱۔ حرص و ہوا کو چھوڑ کر قناعت اختیار کرنا

۲۔ دنیوی تعلقات سے فراغت کی جانب آنا

۳۔ زندگی کے انہماک سے خدا کی طرف رجوع کرنا

---

[۱] قرآن۔ ۷۳، ۸۔ ترجمہ۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کی طرف (متوجہ ہو جائیں) ہر چیز سے کامل طور پر رخ پھیر کر۔

اپنی ذات سے حق تعالیٰ کی طرف رجوع تین چیزوں سے عبارت ہے :-

۱- ہر قسم کے دعویٰ سے نیاز مندی کی طرف آنا

۲- مخاصمت سے تسلیم و رضا کی طرف آنا

۳- اپنے ہر اختیار کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا

⁘ ⁘ ⁘

میدان : ۲۷

عزم

ستائیسواں میدان عزم ہے۔ تبتّل کے میدان سے عزم کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے :[1] فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ

کسی چیز کا عزم اس کے غیر سے انقطاع کا نام ہے اور دل کو اس کے سوا ہر چیز سے موڑ لینا ہے

عزم سے مراد اطمینانِ کامل کے ساتھ نیت کا درست کرنا ہے۔

اس کے تین باب ہیں :-

۱- عزمِ توبہ

۲- عزمِ خدمت

۳- عزمِ حقیقت

عزمِ توبہ تین چیزوں سے عبارت ہے :-

۱- گناہ سے نجات پانا

۲- طریقِ معصیت کو چھوڑنا

۳- بری مجلس کو ترک کرنا

عزمِ خدمت تین چیزوں پر مبنی ہے :

۱- سب سے پہلے نفسِ امر کی صحیح غور و پرداخت

۲- فرائض کی بروقت بجا آوری

۳- دنیوی امور کے مقابلے میں دینی امور کو مقدم سمجھنا

---

[1] قرآن - ۴۶ : ۳۵ ترجمہ : پس آپ بھی صبر کریں جس طرح صاحبِ عزم پیغمبروں نے صبر کیا۔

عزمِ حقیقت سے مراد تین چیزیں ہیں :-

۱- غصّے کے وقت سکون اختیار کرنا

۲- احتیاج کے وقت جوانمردی کا اظہار

۳- طاقت کے وقت احساسِ ندامت

عزم کا سرمایہ تین چیزیں ہیں :-

۱- دین میں پختگی

۲- اوامرِ الٰہی پر غیرت

۳- ہر حال میں ثابت قدمی

※ ※ ※



میدان : ۲۸

استقامت

اٹھائیسواں میدان استقامت ہے ۔ عزم کے میدان سے استقامت کا میدان نکلتا ہے۔
ارشادِ باری ہے :۔ [1] فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ
استقامت سے مراد اس طرح یکساں رہنا ہے کہ اس میں کوئی تغیر نہ ہو
اس کی تین قسمیں ہیں :۔
۱۔ استقامتِ افعال
۲۔ استقامتِ اخلاق
۳۔ استقامتِ انفاس

استقامتِ افعال - اہلِ زہد کا شیوہ ہے وگرنہ وہ ریاکار ہوں گے
استقامتِ اخلاق - اہلِ یقین کا خاصہ ہے وگرنہ وہ منحرف کہلائیں گے
استقامتِ انفاس - اہلِ معرفت کی شان ہے وگرنہ وہ صرف دعویٰ کرنے والے ہوں گے۔
استقامتِ افعال کے تین گواہ ہیں :۔
۱۔ انسان کا ظاہر احکامِ الٰہی کے مطابق ہو
۲۔ اس کے باطن میں اخلاص ہو
۳۔ وہ اپنے عمل پر خود کو ملامت کرتا رہے

---

[1] القرآن ۔ ۱۱ : ۱۱۲ ۔ ترجمہ ۔ پس جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے ، آپ استقامت اختیار کریں۔

استقامتِ اخلاق کے تین نشان ہیں :-

۱- اگر لوگ تجھ پر زیادتی کریں، تو انہیں معذور سمجھ

۲- اگر تجھے ایذا پہنچائیں، تو کلامِ شیریں سے ان کا جواب دے

۳- اگر وہ بیمار ہو جائیں، تو ان کی عیادت کر

استقامتِ انفاس کے تین گواہ ہیں :-

۱- تو ہر نفس کی حفاظت کرے تاکہ تجھے قدر و منزلت نصیب ہو

۲- عمر کو ایک سانس کے برابر سمجھے تاکہ تو (دنیا کی محبت سے) آزاد ہو جائے

۳- ہر سانس کی نگہداشت کرے تاکہ تیرے احوال بہتر ہوں

تجھے یہ جاننا چاہیئے کہ :-

ا- زندگی کا جو سانس بھی گزرا، وہ تیرا دشمن ہے یا مددگار

ب- ہر سانس میں بندے پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے

ج- اس کی بجائے بندہ ہر لمحہ گنہگاری اختیار کیے ہوئے ہے

بدبخت انسان کا سانس ایک تنگ و تاریک اور بے در مکان میں بجھے ہوئے چراغ کا دھواں ہے۔

نیک بخت انسان کا سانس ایک بار آور باغ کے روشن و شفاف چشمے کی مانند ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

میدان : ۲۹

تفکّر

اُنتیسواں میدان تفکّر ہے ۔ استقامت کے میدان سے تفکّر کا میدان نکلتا ہے ۔

تفکّر دل کے لیے سانس کی آمدورفت کی مانند ہے ۔

اَلتَّفَکُّرُ ھُوَ تَرتِیبُ اُمُورٍ مَّعلُومَۃٍ التَّادِیْ اِلٰی مَجھُولٍ [۱]

ارشادِ باری ہے : [۲] وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ۝

تفکّر تین قسموں پر مبنی ہے :-

پہلی قسم حرام ہے

دوسری مستحب ہے

تیسری واجب ہے

تفکّر کی وہ قسم جو حرام ہے تین چیزوں میں ہے :-

ربّ العزّت کی صفات میں تفکّر ———— وہ تخمِ حیرت ہے

اعمال کی جزا میں تفکّر ———— وہ تخمِ تہمت ہے

مخلوق کے اسرار میں تفکّر ———— وہ تخمِ خصومت ہے

تفکّر کی وہ قسم جو مستحب ہے :-

صانعِ قدرت کی صنعت میں تفکّر ———— وہ تخمِ حکمت ہے

---

[۱] تفکّر امورِ معلومہ کی اس ترتیب سے عبارت ہے جو مجہول کی طرف لے جاتی ہے ۔

[۲] القرآن - ۵۹ : ۲۱ - ترجمہ :- اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں ۔

فطرتِ الٰہی کے انواع و اقسام میں تفکّر ———— وہ تخمِ بصیرت ہے

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں تفکّر ———— وہ تخمِ محبت ہے

وُہ تفکّر جو واجب ہے :-

ا۔ اپنے کام میں تفکّر کہ وہ تعظیمِ الٰہی کا منشا ہے

ب۔ طاعت میں اپنے عیوب کو تلاش کرنا کہ وہ حیا کی بنیاد ہے

ج۔ اپنے عزمِ صمیم کے مقصد کو دیکھنا کہ وہ ہر قسم کے خوف کی اصل ہے

نیاز مندی کی نشوونما کہ جس کی جزا دیدارِ الٰہی ہے، تین چیزوں سے عبارت ہے :-

عمل میں تفکّر : کام کیونکر ہوا ؟ وہ بطرزِ احسن انجام پایا ؟

گفتار میں تدبّر : انسان نے کیا کہا ؟ وہ گفتگو راستبازی پر مبنی تھی ؟

عنایت خداوندی میں تذکر : عنایتِ خداوندی کس قدر ہوئی ؟ وہ بلاشبہ سر بسر لطف و کرم تھی۔

* * *

میدان : ۳۰

تذکّر

تیسواں میدان تذکّر ہے۔ تفکّر کے میدان سے تذکّر کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : ^لہ^ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ ۝

تذکّر و تفکّر میں یہ فرق ہے کہ تفکّر کا مفہوم تلاش کرنا ہے جبکہ تذکّر سے مراد پا لینا ہے۔

تذکّر تین چیزوں سے عبارت ہے :-

۱۔ خوف کے کان سے عذابِ الٰہی کی آواز کا سننا

۲۔ نگاہِ امید سے وعدۂ دوست کے منادی کو دیکھنا

۳۔ نیازمندی کی زبان سے احسانِ خداوندی کو تسلیم کرنا

خوف کے ساتھ تذکّر تین چیزوں میں ہے :

۱۔ سرنوشتِ ازل کے ڈر میں

۲۔ ان دیکھے انجام کے کھٹکے میں

۳۔ ناپسندیدہ دور پر ندامت میں

امید کے ساتھ تذکّر تین چیزوں میں ہے :-

۱۔ عمل کرنے والے کی توبہ میں

۲۔ سننے والے کی شفاعت میں

۳۔ حصولِ رحمت میں

لہ القرآن ۔ ۴۰ : ۱۳۔ ترجمہ ۔ اور نصیحت نہیں پکڑتا مگر وہ جو رجوع کرتا ہے

نیاز مندی کے ساتھ تذکر تین چیزوں میں ہے :-

۱- ہمیشہ دُعا کرنے میں

۲- اس آشنائی میں جو ازل سے لبریزِ مسرت ہے

۳- اس فراخ دل میں جو طالبِ مولا ہے

⁂ ⁂ ⁂

میدان : ۳۱

فقر

اکتیسواں میدان فقر ہے ۔ تذکّر کے میدان سے فقر کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : [1] یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ

فقر سے مراد درویشی ہے اور وُہ تین طرح کا ہے :-

۱۔ فقرِ اضطرار

۲۔ فقرِ اختیار

۳۔ فقرِ تحقیق

فقرِ اضطرار کی تین قسمیں ہیں :-

اوّل : گناہوں کی معافی کا باعث ہے

دوم : اس میں اعمال کی سزا ہے

سوم : اس میں تعلقات سے انقطاع ہے

جس میں گناہوں کی معافی ہے ، اس کا نشان انتظار و صبر ہے

جس میں اعمال کی سزا ہے ، اس کی علامت دل تنگی و پریشانی ہے

جس میں اقرباء سے انقطاع ہے ، وُہ گلہ مندی و ناراضی ہے ۔ [2] اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝

منافقوں ہی کے بارے میں آیا ہے

---

[1] القرآن ۔ ۳۵ : ۱۵ ۔ ترجمہ ۔ اے لوگو ! تم اللہ تعالیٰ کی طرف (سب کے سب) فقیر ہو ۔

[2] القرآن ۔ ۹ : ۵۸ ترجمہ ۔ وہ اچانک ناخوش ہو جاتے ہیں ۔

جو فقر کہ اختیاری ہے، تین قسم کا ہے :-

و - بلندیٔ درجات

ب - قربِ الٰہی

ج - کرامت

جس میں درجات نصیب ہوتے ہیں، وہ قناعت کے ساتھ ہے

جس میں قربِ خداوندی ہے، وہ رضا کے ساتھ ہے

جس میں کرامت عطا ہوتی ہے، وہ ایثار کے ساتھ ہے

فقرِ تحقیق تین قسم کا ہے :-

۱- اللہ تعالیٰ زیادتی نہیں کرتا اور معصومیت بندے کے بس کی بات نہیں۔

۲- اس کی نعمتیں بے حد و حساب ہیں۔

۳- بندے میں اس شکر کی طاقت نہیں جو اس کے شایانِ شان ہو۔

ارشادِ خداوندی ہے :[۱] وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ

---

[۱] القرآن - ۵ : ۴۱ - ترجمہ - اور حق تعالیٰ نے جس کی آزمائش کا ارادہ کر لیا پس اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کے مالک نہ ہوں گے - یہ وہ لوگ ہیں کہ ذاتِ باری نے ان کے قلوب کی تطہیر کا ارادہ ہی نہیں فرمایا

میدان : ۳۲

تواضع

بتیسواں میدان تواضع ہے ۔ فقر کے میدان سے تواضع کا میدان نکلتا ہے ۔

ارشادِ باری ہے : ؎ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْناً

تواضع سے مراد اللہ تعالیٰ کے سامنے فروتنی اختیار کرنا ہے اور وہ تین چیزوں کے سلسلے میں ہے :۔

ا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے

ب۔ اس کے دین کے لیے

ج۔ اس کے اولیاء کے لیے

اس کے دین کے لیے تواضع تین چیزوں سے عبارت ہے :۔

ا۔ تو ارشادِ خداوندی کے مقابل اپنی رائے کو اختیار نہ کرے ۔

ب۔ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بعد تجھے کسی سند کی احتیاج نہ ہو۔

ج۔ اپنے دشمن کے حق کو بھی پامال نہ کرے ۔

اولیاء اللہ کے لیے تواضع تین چیزوں سے عبارت ہے :۔

ا۔ تو ان کی قدر و منزلت اپنے مقام سے افزوں تر سمجھے

ب۔ ان کے اقارب کا احترام کرے

ج۔ انہیں اپنی بدگمانی سے وراء سمجھے

؎ الفرقان ۔ ۲۵ : ۶۳ ترجمہ ۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں ۔

خدائے تعالیٰ جلّ جلالہٗ کے لیے تواضع اختیار کرنا تین چیزوں سے عبارت ہے :-

ا- اس کے حکم کے سامنے سر فگندہ رہے

ب- امرِ الٰہی کے تحت لرزہ براندام رہے

ج - اس کے ذکر میں تجھے حضوری نصیب رہے

* * *



میدان : ۳۳

خوف

تینتیسواں میدان خوف ہے ۔ تواضع کے میدان سے خوف کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے :[1] وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ

خوفِ الٰہی ایمان کا قلعہ، ہوا و ہوس کے لیے تریاق اور مومن کا ہتھیار ہے

اس کی تین قسمیں ہیں :-

ا- گزر جانے والا خوف

ب- دل میں جاگزیں ہونے والا خوف

ج- دل پر غالب آنے والا خوف

گزر جانے والا خوف دل میں آتا ہے اور نکل جاتا ہے۔ یہ خوف ادنیٰ درجہ کا ہے جس کے بغیر ایمان کا وجود ہی نہیں رہتا کیونکہ خوف کے بغیر امن و سلامتی کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی اور نہ ہی ایمان کی۔

خوف کی علامات بے شمار ہیں

وہ ایمان کی زیب و زینت ہے

ہر شخص میں جس قدر خوف ہے، اس میں اتنا ہی ایمان ہے

دوسری قسم دل میں جاگزین ہونے والا خوف کی ہے ۔ یہ خوف :-

ا- بندے کو گناہوں سے روکتا ہے

ب- اسے حرام سے دور رکھتا ہے

ج- انسان کی خواہشات کو کم کرتا ہے

---

[1] - القرآن - ۷۹ : ۴۰ - ترجمہ - اور ہر چند کہ جو شخص اپنے پروردگار کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا -

تیسری قسم غالب آنے والے خوف کی ہے اور وہ ہر قسم کے مکر سے ڈرتا ہے۔

اس خوف سے حقیقت کا صحیح ادراک ہوتا ہے

اس کے باعث اخلاص کی راہ کھل جاتی ہے

یہ خوف آدمی کو اس کی غفلت سے نجات دلاتا ہے

مکر کی دس علامات یہ ہیں :-

۱ - طاقت جس میں حلاوت نہ ہو

۲ - گناہ پر اصرار جس میں توبہ نہ ہو

۳ - دُعا میں انقباض

۴ - علم بغیر عمل کے

۵ - حکمت جس میں نیت کی پاکیزگی نہ ہو

۶ - وہ صحبت جس میں ادب و احترام نہ ہو

۷ - خشوع و خضوع کا موقوف ہو جانا

۸ - بُرے لوگوں سے نشست و برخاست

اور ان سب سے بدتر یہ دو چیزیں ہیں :-

۹ - خدا بندے کو ایمان تو دے مگر اس کے ساتھ یقین نہ ہو

۱۰ - بندے کو اس کے حال پر ہی چھوڑ دیا جائے ——— یہ کیفیت گنہگار اور تائب کے درمیان کی ہے۔

٭ ٭ ٭

میدان : ۳۴

وجل

چونتیسواں میدان وجل ہے۔ خوف کے میدان سے وجل کا میدان نکلتا ہے
ارشادِ باری ہے : [1] وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ

وجل خوف سے زیادہ قوی ہے اور وہ پاکبازانِ طریقت کا خوف ہے۔

وہ تین چیزوں سے عبارت ہے :۔

ا۔ اپنی عبادت پر خوف

ب۔ اپنے اوقات پر خوف

ج۔ اپنی آرزوؤں پر خوف

بندے کا اپنی عبادت پر خوف تین چیزوں کے باعث ہے :۔

ا۔ نیّت کے بگڑ جانے سے

ب۔ گناہ کی سزا سے

ج۔ دشمن کے غلبہ سے

اپنے اوقات پر خوف : ارادے میں تغیّر، اخلاص میں انتشار یا دل میں پریشانی کے سبب ہوتا ہے۔

آرزو پر خوف : اس سے مراد ناشائستہ امور کی طرف دھیان رکھنا ہے۔ یہ خوف عرفانِ باطن بصیرتِ قلب اور روزِ ازل کے علم کے مطابق ہوتا ہے۔

ازل کی توجہ رکھنا : دل کو بے قرار رکھتا ہے اور خواہشاتِ نفسانی کو فنا کر دیتا ہے۔ یہ خوف عابدوں کا ہے۔

---

[1] ۔ القرآن ۔ ۲۳ : ۶۰ ترجمہ ۔ اور ان کے دل ڈرتے ہیں۔

میدان : ۳۵

رہبت

پینتیسواں میدان رہبت ہے۔ وجل کے میدان سے رہبت کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : وَ اِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ۝

رہبت ایسا خوف ہے جو وجل سے بڑھ کر ہے۔ اس کی تین خوبیاں ہیں :-

ا۔ وہ انسان کے تعیش کو ختم کر دیتا ہے۔

ب۔ اسے اہل جہاں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

ج۔ وہ خوف تجھے دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے بیگانہ کر دیتا ہے۔

اس کے تین نشان ہیں :-

ا۔ انسان اپنے ہر سانس کو سزا تصور کرے

ب۔ ہر گفتار کو شکایت پر محمول کرے

ج۔ اپنے تمام اعمال کو گناہ سمجھے

ہمیشہ ان تین احوال کے درمیان کوشاں رہے اور سوزاں رہے :-

ا۔ آرزو ——— حصولِ صحت میں بیماروں جیسی

ب۔ اخلاص ——— ڈوبنے والوں جیسا

ج۔ نیازمندی ——— گریہ زاری کرنے والوں جیسی

یہ خوف زاہدوں کا ہے

ؔ القرآن - ۲ : ۴۰ ترجمہ - اور پس تم مجھی سے ڈرو

میدان : ۳۶

اشفاق

چھتیسواں میدان اشفاق ہے۔ رہبت کے میدان سے اشفاق کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : [1] اِنَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مِّنْ خَشْیَۃِ رَبِّھِمْ مُّشْفِقُوْنَ ٥

اشفاق سے مراد دائمی خوف ہے۔ وہ ایک ابرِ ضیا بار ہے۔

یہ خوف دعا کے سامنے کوئی حجاب، فراست کے سامنے کوئی رکاوٹ اور امید کے سامنے کوئی دیوار حائل رہنے نہیں دیتا۔

یہ خوف پامال اور ہلاک کرنے والا ہے، یہ جب تک [2] اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا کی بشارت نہ سن پائے، چین نہیں لیتا۔

جسے اشفاق نصیب ہو، قضاو قدر اس پر انعام و اکرام کرتے ہیں۔

اس کے زوال کے خدشے سے اسے جلاتے رہتے ہیں۔

اس کے نور میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس کے دل میں تغیّر کا اندیشہ ڈال دیتے ہیں اسے قربِ ذات سے ہمکنار کرتے ہیں۔

اس کے گوشِ دل میں عتابِ الٰہی کا ڈر ڈال دیتے ہیں۔

یہ خوف عارفوں کا ہے

---

[1] القرآن۔ ۲۳ : ۵۷ ترجمہ۔ تحقیق وہ لوگ کہ جو خشیتِ الٰہی سے ڈرنے والے ہیں۔

[2] القرآن۔ ۴۱ : ۳۰ ترجمہ۔ یہ کہ تم مت ڈرو اور مت غم کھاؤ۔

میدان : ۳۷

خشوع

سینتیسواں میدان خشوع ہے۔ اشفاق کے میدان سے خشوع کا میدان نکلتا ہے۔

خشوع ایسا خوف ہے جو :-

ا- دل کو احترام کے باعث نرم کر دیتا ہے۔

ب- اخلاق کو سنوارتا ہے۔

ج- نگاہ کو ادب سکھاتا ہے

ارشادِ باری ہے : [1] اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ

خشوع ایسا خوف ہے جس میں بیدار دلی اور فروتنی ہے۔ اس کے تین باب ہیں :-

ا- معاملات میں ایثار و تحمّل

ب- خدمت میں حضوری اور عاجزی

ج- سر میں حیا و تعظیم

معاملات میں ایثار تین چیزوں سے عبارت ہے :-

ا- گناہگار اس سے محفوظ رہتے ہیں۔

ب- نیک لوگ اس سے مسرور رہتے ہیں۔

ج- مخلوق اس سے آزاد رہتی ہے۔

---

[1] القرآن - ۵۷ : ۱۶ - ترجمہ - کیا اہلِ ایمان کے واسطے (ابھی وقت) نزدیک نہیں آیا کہ ان کے دل یادِ خدا کے لیے عاجزی اختیار کریں۔

حضوری خدمت کی تین علامات ہیں :-

وہ حلاوتِ ایمان کہ جس کے باعث انسان کو بارگاہِ الٰہی کے بغیر سکون نہ آئے۔

مقصودِ حقیقی کی طرف ایسی توجہ جس کے سبب خلق کی طرف توجہ نہ کر سکے۔

گناہوں کو نظر میں اس طرح رکھنا کہ خود کو نکوکار نہ سمجھے

تعظیم تین چیزوں پر مبنی ہے :-

اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات سے قریب سمجھے

خود کو ذاتِ باری سے دور سمجھے

اس کی ہر آزمائش کو عظیم سمجھے

یہ صدیقوں کا خوف ہے

* * *



میدان : ۳۸

تذلّل

آرتیسواں میدان تذلّل ہے۔ خشوع کے میدان سے تذلل کا میدان نکلتا ہے۔

تذلّل سے مراد :-

ا۔ اپنی نیازمندی کے مطابق زندگی گزارنا۔

ب۔ عجز و انکساری سے راہِ حیات طے کرنا

ج۔ (کشت زارِ حیات میں) کونین کی عزّت کا بیج ہونا

ارشادِ باری ہے :۔ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ[1]

تذلّل کی تین قسمیں ہیں :۔

ا۔ امرِ الٰہی کی صداقت کو قبول کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا تذلّل۔

ب۔ توشۂ دل و تلاشِ حقیقت کے ساتھ ارادے کا تذلّل۔

ج۔ اسرارِ الٰہی سے اپنی آگاہی کا تذلّل۔

قبولِ حکم کے تذلّل کی تین علامات ہیں :۔

ا۔ علم میں رغبت

ب۔ ذکرِ الٰہی کی تمنّا

ج۔ باریک بینی

---

[1] القرآن - ۲۰ : ۱۱۱ ترجمہ - اور اس زندہ قائم رہنے والے کے واسطے منہ ذلیل ہو گئے

تذلّلِ قصد، جو تلاشِ حقیقت کے ساتھ ہے اس کے تین نشانات ہیں :-

ا۔ کم گوئی

ب۔ درویشوں سے محبّت

ج۔ فکرِ مدام

اسرارِ الٰہی سے متعلق تذللِ آگاہی کے تین نشانات ہیں :-

سونا ——— جس طرح ڈوبنے والے سوتے ہیں

کھانا ——— جس طرح بیمار کھاتے ہیں

جینا ——— جس طرح قیدی زندگی گزارتے ہیں

یہ اہلِ استقامت کا طریق ہے

" " "



میدان : ۳۹

اِخبات

انتالیسواں میدان اِخبات ہے۔ تذلل کے میدان سے اِخبات کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے :[1] وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ

اِخبات سے مراد :-

انسان کی نرم خوئی ، اضطراب اور خوف ہے

وہ ایسی حقیقت ہے جس میں اخلاص کی چاشنی ہے

جو مخلوق کی معذوریوں سے آشنا ہے

اور جو بے نفس ہے

اخلاص کی چاشنی کے تین نشانات ہیں :-

ا۔ دنیا کے سازو سامان ، تگ و دو اور اس کی فریب کاری کے غم سے نجات پانا۔

ب۔ خدمتِ خلق پر مداومت ، ہر لمحہ یادالہٰی میں استغراق اور تصفیۂ باطن کیلئے جدوجہد کرنا۔

ج۔ دنیا ، اہلِ دنیا اور ہر خاص و عام انسان کو اپنے (حقوق کی) ادائیگی سے آزاد رکھنا۔

یہ ابدالوں کی سیرت ہے

---

[1] القرآن ۔ ۲۲ : ۳۴ ۔ ترجمہ ۔ اور عاجزی کرنے والوں کو آپ خوش خبری دیں۔

میدان : ۴۰

الباد

چالیسواں میدان الباد ہے۔ اِخبات کے میدان سے الباد کا میدان نکلتا ہے۔ الباد حق تعالیٰ کے ساتھ زندگی گزارنا اور اس کے ساتھ پیوستہ رہنے سے عبارت ہے۔

ارشادِ باری ہے : [1] فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ٥

محبت و ہیبت کے امتزاج سے الباد ظہور پذیر ہوتا ہے۔

اس کے تین نشانات ہیں :۔

ا۔ اللہ تعالیٰ پر توکّل میں اسباب سے انقطاع

ب۔ اس کے یقین میں دنیوی روابط کو ختم کر دینا

ج۔ اس سے استواریٔ محبت میں ہر حیلہ سازی کو فنا کر دینا

اسباب کے انقطاع کی تین علامات ہیں :۔

ا۔ اہلِ جہاں سے بے نیازی

ب۔ مخلوقات سے وحشت

ج۔ وصالِ ذات کی خاطر ، موت کا انتظار

روابط کے ختم ہونے کی تین نشانیاں ہیں :۔

ا۔ اپنی تدبیر سے نجات پانا

ب۔ اپنے امتیازات سے بے نیازی

ج۔ اسبابِ رزق سے فراغت

---

[1] القرآن۔ ۸۱ : ۲۶۔ ترجمہ : پس تم کہاں جا رہے ہو۔

حیلہ سازی کا اختتام تین چیزوں پر مبنی ہے :-

ا- مقرّبینِ بارگاہ کا حال

ب- عارفین کے لمحات

ج- اہلِ اللہ کے معارف

⁂ ⁂ ⁂



میدان : ۴۱

ہیبت

اکتالیسواں میدان ہیبت ہے۔ اِلباد کے میدان سے ہیبت کا میدان نکلتا ہے۔
ارشادِ باری ہے : ؎ یَعْلَمُ مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ج

ہیبت اصفیاء کا مقام ہے اور اوتاد کا درجہ ہے۔

ہیبت ایسا خوف ہے جو مشاہدے سے پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے خوف محض شنید سے پیدا ہوتے ہیں۔

ہیبت وہ حیرت ہے جو دل میں برق کی طرح کوندتی ہے۔
اگر اُنس و محبت کی نسیم اس کے آگے نہ چلے، تو انسان کی روح میں اس کی برداشت کی تاب نہیں۔

یہ اکثر وجدان کے وقت طاری ہوتی ہے جس طرح طورِ سینا کے دامن میں حضرت کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہیبتِ الٰہی جلوہ ریز ہوئی۔

ہیبت تہذیبِ نفس سے نہیں بلکہ آگاہی سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔
اس سے تین امور کی کشاد وابستہ ہے :-

د - سرورِ احوال

ب - سالک کا اپنی ذات سے گم ہونا

ج - ہوا و ہوس کا یکسر ناپید ہو جانا

؎ القرآن - ۲ : ۲۳۵ - ترجمہ (بے شک اللہ تعالیٰ) جو کچھ تمہارے جی میں ہے جانتا ہے۔ پس اس سے ڈرو۔

وہ ہیبت جو بصیرت سے پیدا ہوتی ہے ، حکمت لاتی ہے

جو تفکّر سے پیدا ہوتی ہے ، فراست لاتی ہے

جو سماع سے رونما ہوتی ہے ، وہ انسان کو ہلاک کر دیتی ہے ، یا

ہوش و حواس ختم کر دیتی ہے۔

٭ ٭ ٭



میدان : ۴۲

فرار

بیالیسواں میدان فرار ہے۔ ہیبت کے میدان سے فرار کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ [1]

فرار سے مراد حق تعالیٰ کی طرف بھاگ کر جانا ہے۔

اپنے وجود پر تردّد و انتشار کے دروازے کو بند کرنا ہے۔

اور دونو جہاں سے رہائی پانا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف فرار کے تین نشانات ہیں :۔

ا۔ اعمال سے کوئی امید وابستہ نہ کرنا

ب۔ اپنے اخلاص کو موردِ الزام ٹھہرانا

ج۔ خود کو عبادت گزار سمجھنے سے توبہ کرنا

اپنے آپ پر تردّد و انتشار کے دروازے کو بند کرنا تین چیزوں پر مبنی ہے :۔

ا۔ سب جہاں کو اپنا لینا

ب۔ اپنی تدبیر سے کنارہ کش ہونا

ج۔ اوامرِ الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا

---

[1] القرآن ۔ ۵۱ : ۵۰ ۔ ترجمہ ۔ پس تم اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگ کر آؤ۔

کونین سے رہائی پانے کی تین علامات ہیں :-

ا- ہر قسم کے خوف کو چھوڑ کر خلق سے انقطاع کے خوف پر اکتفا کرنا

ب- ہر قسم کی نگہداشت کی بجائے اپنے اوقات کی نگہداشت کو ملحوظ رکھنا

ج- ہر امید کو بالائے طاق رکھتے ہوئے محبوب کے دیدار کی امید سے سکون پانا

٭ ٭ ٭



میدان : ۴۳

رجا

تینتالیسواں میدان رجا ہے - فرار کے میدان سے رجا کا میدان نکلتا ہے -
ارشادِ باری ہے : يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ [1]
رجا کا مفہوم امید ہے اور یقین کے دو پَر ہیں :-

پہلا : خوف

دوسرا : امید

ایک پَر کے ساتھ کون پرواز کر سکتا ہے ؟

امید خدمت کی سواری ہے
فکر و نظر کے اجتہاد کا توشہ
اور عبادتِ الٰہی کا ساز و سامان
ایمان کی مثال ترازو کی ہے
ایک پلڑے میں خوف ہے
تو دوسرے میں امید
اور دوستی میزان کی زبان ہے -
دونو پلڑے اخلاقِ عالیہ سے آویزاں ہیں -

---

[1] القرآن ۳۹ : ۹ ترجمہ - وہ آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے -

بیت

مرغِ ایماں را دو پر خوف و رجاست[1]

مرغ را بے پر پرانیدن خطاست

رجا کی تین قسمیں ہیں :-

پہلی رجا اپنے نفس پر ظلم کرنے والے گنہگاروں کی ہے۔ اس میں یہ تین باتیں شامل ہیں :-

ا۔ جرم سے صرفِ نظر

ب۔ عیب کو چھپا لینا

ج۔ دشمن کو قبول کر لینا

ارشادِ باری ہے : [2] وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ

دوسری رجا میانہ روی اختیار کرنے والوں کی ہے۔ اس میں :-

ا۔ گناہ سے عفو و درگزر

ب۔ طاعت کی قبولیّت

ج۔ لطف و کرم میں اضافہ

ارشاد باری ہے : [3] يَرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝

---

[1] القرآن۔ امید و بیم ایمان کے پرندے کے دو پَر ہیں۔ پرندے کو پر کے بغیر اڑانا خطا ہے۔

[2] القرآن۔ ۱۷ : ۵۷۔ ترجمہ۔ وہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

[3] القرآن۔ ۳۵ : ۲۹۔ ترجمہ۔ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی برباد نہ ہوگی۔

تیسری رجا سابقین (نیکیوں میں سبقت لے جانے والے) کی ہے۔ اس میں :

د - ازلی نعمتوں سے بہ تمام و کمال بہرہ ور ہونا

ب - دل کی زندگی میں برابر اضافہ

ج - اپنے دل اور سرمایۂ اوقات کی حفاظت

ارشادِ باری ہے : [1] وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ

---

[1] القرآن ۴ : ۱۰۴۔ ترجمہ۔ اور تم اللہ تعالیٰ سے وہ امید رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے۔



میدان : ۴۴

طلب

چوالیسواں میدان طلب ہے ۔ رجاء کے میدان سے طلب کا میدان نکلتا ہے ۔

ارشادِ باری ہے : [1] یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ

طلب سے مراد تلاش اور کوشش ہے ۔ اس کی تین قسمیں ہیں :-

ا ۔ طلبِ آزادی

ب ۔ طلبِ ثواب

ج ۔ طلبِ حق تعالیٰ

طلبِ آزادی درجِ ذیل امور سے کی جاتی ہے :-

ا ۔ قطعِ تعلقات کے دکھ سے

ب ۔ عذابِ الٰہی کی شرمساری سے

ج ۔ حجابات کی ذلّت سے

یہ طلب نیازمندوں کی ہے

لیکن طلبِ ثواب ـــــ وُہ بہشت ، گناہوں سے معافی اور ابدی مسرّت کی طلب ہے ۔

یہ طلب مجاہدین کی ہے ۔

طلبِ حق تعالیٰ ـــــ وہ ایک عظیم کام ہے ۔ اس میں دنیا و آخرت کو تیاگ دینا ہے ۔ (ہر چند کہ) عام لوگ اسے بیکاری اور ہرزہ سرائی پر محمول کرتے ہیں ۔

---

[1] القرآن ۔ ۱۷ : ۵۷ ترجمہ ۔ وہ اپنے پروردگار کی طرف کسی وسیلے کے آرزومند ہیں ان میں سے کونسا نزدیک تر ہے ۔

تمام انسان پہلے کسی چیز کو تلاش کرتے ہیں پھر اسے حاصل کرتے ہیں۔
مگر (طالبانِ ذات) پہلے حق تعالیٰ کو پا لیتے ہیں، پھر اس کی تلاش شروع کرتے ہیں۔
ذاتِ باری جلّ مجدہٗ کے یہ طلب گار مکرّم و معزّز ہیں۔ اسے خوب اچھی طرح سمجھ لے اور
اللہ تعالیٰ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

* * *



میدان : ۴۵

رغبت

پینتالیسواں میدان رغبت ہے۔ طلب کے میدان سے رغبت کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : [1] وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ط

رغبت سے مراد کسی چیز کا خریدنا ہے۔ رغبت و رہبت ایمان کے دو قدم ہیں جن سے لوگ چلتے ہیں۔ اس لیے کہ ایک قدم سے چلنا محال ہے —— اور دوستی ایمان کا سر ہے۔

رغبت کرنے والے تین قسم کے افراد ہیں :-

ا۔ اس کائنات کی طرف رغبت کرنے والے جو ہمیشہ آزمائش میں مبتلا رہتے ہیں۔

ب۔ آخرت کی طرف رغبت کرنے والے جو (فکر و عمل) کے اجتہاد میں مستغرق رہتے ہیں۔

ج۔ ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے والے جو عجز و انکسار میں فنا رہتے ہیں۔

رغبتِ دنیا کی اصل تین چیزیں ہیں :-

ا۔ آرزوؤں کا طویل سلسلہ

ب۔ علم کی کمی

ج۔ دل کی موت

رغبتِ آخرت کی اصل تین چیزیں ہیں :-

ا۔ آرزوؤں میں کمی

ب۔ علمِ الٰہی کا نور

ج۔ دل کی زندگی

---

[1] القرآن - ۲۱ : ۹۰ ترجمہ - اور وہ ہمیں رغبت اور ڈر سے پکارتے تھے -

ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف رغبت بھی تین چیزوں سے عبارت ہے :-

ا- ندائے ازلی کا قبول کرنا

ب- تمنّائے دل کی شکست و رغبت

ج- سرِّ الٰہی کی حرمت کا لحاظ

٭ ٭ ٭

میدان : ۴۶

مواصلت

چھیالیسواں میدان مواصلت ہے ۔ رغبت کے میدان سے مواصلت کا میدان نکلتا ہے ۔

ارشادِ باری ہے : وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ[1] ۝

مواصلت کی تین قسمیں ہیں :-

ا ۔ مواصلتِ عذر ——— قبولِ حق کے ساتھ

ب ۔ مواصلت جہد ——— تائیدِ ایزدی کے ساتھ

ج ۔ مواصلتِ دوستداری ——— اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے ساتھ

مواصلتِ عذر کے نشان یہ ہیں :-

ا ۔ افعال میں برکاتِ خداوندی کا ظہور

ب ۔ طبیعت میں سکون

ج ۔ دل میں شادمانی

مواصلتِ جہد کے نشان یہ ہیں :-

ا ۔ اسرارِ الٰہیہ کے ساتھ ظہورِ برکات

ب ۔ دلوں میں قبولیت

ج ۔ اجابتِ دعا

---

[1] القرآن ۔ ۹۶ : ۱۹ ترجمہ ۔ آپ سجدہ کریں اور قربِ خداوندی حاصل کریں ۔

مواصلتِ دوستداری جس میں رضائے الٰہی شامل ہے ۔ تین چیزوں پر منتج ہوتی ہے :-

ا۔ ہر سانس پر ظہورِ برکات

ب۔ بلند ہمتی

ج۔ حکمت کی کشائش

* * *



میدان : ۴۷

مداومت

سینتالیسواں میدان مداومت ہے ۔ مواصلت کے میدان سے مداومت کا میدان نکلتا ہے ۔

ارشادِ باری ہے : حٰفِظُوا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی [1]

مداومت دائمی نگہداشت ہے اور اس سے مراد اپنے مقصود میں قیام کرنا ہے ۔

مداومت کی تین قسمیں ہیں :-

ا ۔ جسم کو ہمیشہ درد و غم کا عادی بنانا

ب ۔ زبان کو ذکرِ الٰہی میں دائمی مشغول رکھنا

ج ۔ سر کا ہمیشہ ضبطِ احوال کرنا

جسم کو ہمیشہ درد و غم سے آشنا رکھنے والوں کی تین قسمیں ہیں :-

ا ۔ امیدِ کرم پر عبادت کرنے والا ——— بیداریٔ دل کے ساتھ

ب ۔ خوفِ خدا سے زہد اختیار کرنیوالا ——— نیازمندی کے ساتھ

ج ۔ مہر و وفا پر تکیہ کرنیوالا عارفِ حق ——— ندامت کے ساتھ

ذکرِ الٰہی پر ہمیشگی اختیار کرنے والوں کی تین قسمیں ہیں :-

ا ۔ عذر پیش کرنے والا جو ملول رہتا ہے

ب ۔ حاجت طلب کرنے والا جسے بیقراری لاحق رہتی ہے

ج ۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے والا جو حلاوتِ ذکر سے سرشار رہتا ہے

---

[1] القرآن ۲ : ۲۳۸ ترجمہ ۔ تمام نمازوں کی محافظت کرو اور (خصوصی طور پر) درمیانی نماز کی ۔

ضبط پر مداومت کرنے والوں کی تین قسمیں ہیں :-

ا۔ فکر کرنے والا کہ اعتماد جس کے ہمراہ ہے۔

ب۔ اس کی نعمتوں کو یاد رکھنے والا کہ اخلاص جس کا رفیق ہے۔

ج۔ اسرارِ ربّانی کا مشاہدہ کرنے والا کہ عجز و انکساری جس کی ہمدم و دمساز ہے۔

٭ ٭ ٭

میدان : ۴۸

خطرت

اڑتالیسواں میدان خطرت ہے ۔ مداومت کے میدان سے خطرت کا میدان نکلتا ہے ۔

دل کے لیے خطرت اس طرح ہے جس طرح جسم کے سانس اور آنکھ کے لیے پلک جھپکنا ۔

خطرت تین قسم کے احوال میں رونما ہوتی ہے :-

ا ۔ غفلت میں

ب ۔ بیداری میں

ج ۔ پاکیزگی میں

وہ خطرت جو غفلت سے متعلق ہے ، اس میں تین قسم کی تکالیف ہیں :-

ا ۔ وقت برباد ہو جاتا ہے

ب ۔ دل پر حجاب چھا جاتے ہیں

ج ۔ انسان پر شیطان کی دسترس ہو جاتی ہے

وہ خطرت جو بیداری سے مربوط ہے ، اس کی تین برکات ہیں :-

ا ۔ ہوا و ہوس میں کمی

ب ۔ دشمن (نفس و شیطان) کی ذلّت و نگونساری

ج۔ خوش وقتی کا حصول

وہ خطرت جو صفائے باطن سے منسوب ہے، اس سے تین قسم کے انعامات حاصل ہوتے ہیں:۔

ا۔ علم میں مشغولی

ب۔ حقیقت سے ربط و ضبط

ج۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع

جو لوگ اس خطرت سے باہر ہیں، وہ محلِ خطرت میں ہیں۔

٭ ٭ ٭

میدان : ۴۹

ہمّت

انچاسواں میدان ہمت ہے۔ خطرت کے میدان سے ہمت کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے :[1] قَدْ یَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَیْہِ ط

ہمت سے ایسی آرزو مراد ہے جو دل کے شایانِ شان ہو۔

ساری کائنات کی ہمتیں تین قسم کی ہیں :۔

پہلی قسم دنیوی امور میں ہمت کی ہے جس میں بیگانگی کی آمیزش ہے

اس میں انسان کے علم کا مرکز حصولِ دنیا رہ جاتا ہے۔

اسے اپنی آرزوؤں کی غایت سمجھتا ہے۔

(حصولِ دنیا) چکی کے میخ کی طرح اس کی مساعی کا محور بن جاتا ہے۔

اس سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

دوسری قسم عقبیٰ میں ہمّت کی ہے جو فلاح و نجات کی پیامی ہے۔

مرد کے ہاتھ میں اس کی زمام ہے۔

دل پر اس کا عنوان مرقوم ہے۔

وہ زمانے میں اس کی یادگار ہے۔

ہمت کی تیسری قسم حصولِ ذات سے متعلق ہے اور وہ کامیابی کی بشارت ہے۔ یہ ہمّت مرد کو :۔

۱۔ ایک در کی نیازمندی کے سبب ہر قسم کی احتیاج سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

---

[1] القرآن۔ ۲۴ : ۶۴ ترجمہ۔ تحقیق (اللہ تعالیٰ) جانتا ہے جس (بات) پر تم ہو۔

ب۔ ایک قید میں ڈال کر تمام جہاں کی قیود سے آزاد کر دیتی ہے۔

ج۔ خلق کے دروازوں کی بجائے ایک آستانے پر مقیم کر دیتی ہے۔

ہر شخص کی ہمّت کے مطابق اس کی قدر و قیمت ہے۔ ہمّت ازل سے انسان کا امتیازی نشان ہے ——— اور ابد پر اس کی مہر ہے۔

٭ ٭ ٭

میدان : ۵۰

رعایت

پچاسواں میدان رعایت ہے۔ ہمّت کے میدان سے رعایت کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : [1] فَمَارَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا

راست بازی کی رعایت جد وجہد ہے۔

اہلِ حق کی رعایت سے مراد یہ تین چیزیں ہیں :۔

ا۔ رعایتِ ہمّت

ب۔ رعایتِ وقت

ج۔ رعایتِ سر

رعایتِ ہمّت یہ ہے کہ :

ا۔ تو یقین کو گمان سے نہ بدلے۔

ب۔ الہام میں وسوسے کی آمیزش نہ کرے۔

ج۔ فراست کو تدبیر سے جدا کر سکے۔

رعایتِ وقت یہ ہے کہ :۔

ا۔ تجھے علائقِ دنیوی سے ننگ و عار محسوس ہو۔

ب۔ اپنے لیے فراہمیٔ اسباب سے دریغ کرے

ج۔ ہر سانس یادِ الٰہی میں گزارے

---

[1] القرآن ۵۷ : ۲۷ ترجمہ۔ پس انہوں نے اس کی رعایت نہ کی جس طرح کہ رعایت کا حق تھا۔

رعایتِ سر یہ ہے کہ :۔

تو خود کو آرزوؤں کے حوالے نہ کرے۔

اپنے آپ کو مکر و فریب کے درمیان نہ پھنسائے۔

پل بھر کے لیے بھی حضورِ حق سے پیچھے نہ ہٹے۔

٭ ٭ ٭



میدان : ۵۱

سکینہ

اکاونواں میدان سکینہ ہے۔ رعایت کے میدان سے سکینہ کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : ؎ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ

سکینہ سے مراد وہ آرام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے دل پر اتارتا ہے۔

قلوب کے لیے وہ آزادی (کی بشارت) ہے۔

سکینۂ دل تین مقامات میں میسّر آتا ہے :-

ا۔ توحید میں

ب۔ خدمت میں

ج۔ یقین میں

سکینۂ توحید دل پر تین عمل کرتا ہے :-

ا۔ قیامت کے ناآزمودہ روز کا خوف

ب۔ امکانی ادراک تک عرفانِ خداوندی

ج۔ اللہ تعالیٰ سے بن دیکھے محبّت کرنا

خدمت میں سکینہ درجِ ذیل تین اثرات مرتب کرتا ہے :-

ا۔ انسان دل سے سنّتِ نبویؐ پر عمل پیرا ہوا تا آنکہ متاعِ قلیل کے ساتھ ہی توانگر ہو گیا۔

؎ القرآن ۴۸ : ۴ ترجمہ۔ وہ ذات جس نے اہلِ ایمان کے دلوں میں تسکین اتاری۔

ب۔ اعتماد اس پر کیا جو اس کا صحیح اہل تھا، چنانچہ وساوس سے آزاد ہو گیا۔

ج۔ اس نے خلق کو فراموش کر دیا۔ جس کے باعث وہ ریا سے بچ گیا۔

یقین میں سکینہ کے بھی تین نتائج برآمد ہوتے ہیں :۔

ا۔ وہ دل سے قسّام ازل کی تقسیم پر راضی ہو گیا یہاں تک کہ اس نے ہر قسم کی حیلہ سازی سے آسودگی حاصل کر لی۔

ب۔ اس نے سود و زیاں کو ایک ہی مقام سے سمجھا تا آنکہ ہر احتیاط سے فارغ ہو گیا۔

ج۔ اس نے کارسازِ حقیقی کو اختیار کر لیا جس نے اسے تمام علائق سے نجات بخشی۔

* * *

میدان : ۵۲

طمانیت

باونواں میدان طمانینت ہے۔ سکینہ کے میدان سے طمانینت کا میدان نکلتا ہے۔
ارشادِ باری ہے: یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً

طمانینت سے مراد سکون و انس کا امتزاج ہے۔

وہ تین طرح کی ہے:۔

ا۔ نقد پر طمانینت

ب۔ امید پر طمانینت

ج۔ محبت پر طمانینت

نقد پر طمانینت کی تین قسمیں ہیں:۔

ا۔ غافلوں کو حصولِ دنیا سے میسر آتی ہے

ب۔ عقلمند اسے تجربہ سے حاصل کرتے ہیں

ج۔ مخلصین کی وہ خود ضامن ہے

ؔ القرآن ۸۹ : ۲۷-۲۸ - ترجمہ۔ اے نفسِ مطمئنہ! تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جا (اس حالت میں کہ) تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے راضی ہے۔

امید پر طمانینت تین قسم کے افراد کے دل میں بسی ہوتی ہے :-

ا- محنت سے سرشار انسان

ب- انتظار کرنے والے لوگ

ج- ہر مایوس آدمی

محبت پر طمانینت کے تین نشان ہیں :-

ا- اپنے امور کی بجائے مولا کریم کے کام میں مشغولی

ب- اس کی یاد میں خود فراموشی

ج- اس کی محبّت میں ذاتی محبّت سے انقطاع

* * *

میدان : ۵۳

مُراقبت

تریپنواں میدان مُراقبت ہے۔ طمانینت کے میدان سے مُراقبت کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ ۝[1]

مراقبت (نگہداری) کوشش کے ساتھ ہے اور وہ تین چیزوں سے عبارت ہے :-

ا۔ مراقبتِ خدمت

ب۔ مراقبتِ وقت

ج۔ مراقبتِ سر

مراقبتِ خدمت تین چیزوں سے حاصل کی جاتی ہے :-

ا۔ امرِالٰہی کی تعظیم

ب۔ سنّتِ نبویؐ کا علم

ج۔ ریا کی پہچان

مراقبتِ وقت تین چیزوں سے میسّر آتی ہے :-

ا۔ نفسانی خواہشات کی فنا

---

[1] القرآن ۲۱ : ۲۰ ترجمہ۔ (مقرّبین بارگاہ) روز و شب اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہوئے نہیں رُکتے۔

ب۔ احوال کی صفائی

ج۔ غلبۂ محبّت

مراقبۂ سرتین چیزوں سے نصیب ہوتی ہے :-

ا۔ دنیا سے یکسوئی

ب۔ اپنی ذات سے رہائی

ج۔ ماسوا اللہ کی محبّت سے کنارہ کشی

" " "

میدان : ۵۴

احسان

چونواں میدان احسان ہے۔ مراقبت کے میدان سے احسان کا میدان نکلتا ہے۔ احسان وہ ہے جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کے جواب میں فرمایا:

ؔ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ [1]

اس میدان کے حصول میں سب سے پہلے تین قسم کے افراد سرفراز ہوتے ہیں:-

ا- اپنی زندگی کو تج کر دریائے توحید میں مستغرق

ب- ہیبتِ الٰہی میں سرمست و سرشار

ج- وجد و حال میں وارفتہ

ان کے عزم میں ہوائے نفسانی باقی نہیں رہتی۔

جمعیّتِ باطن میں اسباب گم ہیں

انتشار ان کے وجد میں مدغم ہے

جسم سر بسر سماعت بن جاتا ہے

زبان پر ہر آن ذکرِ الٰہی جاری رہتا ہے

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح - کتاب الایمان الفصل الاوّل - ترجمہ: (احسان یہ ہے کہ) تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تو اسے نہ دیکھ سکے (تو پھر یہ خیال کرے) کہ بے شک وہ تجھے دیکھ رہا ہے

دل میں سوز و گداز رہتا ہے اور بس

(اس مقام پر) انسان نے دل سے جس چیز کو دیکھا، جان لیا کہ اسے عیاں دیکھا

اس سے کدوراتِ بشریہ زائل ہو گئیں

ہوا و ہوس کا سلسلہ سرد پڑ گیا

اور اس نے علائقِ دنیوی کے تکلّفات سے نجات پائی۔

٭ ٭ ٭



میدان : ۵۵

ادب

پچپنواں میدان ادب ہے۔ احسان کے میدان سے ادب کا میدان نکلتا ہے۔
ارشادِ باری ہے : [1] وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ
اب حدود کے اندر زندگی گزارنا اور درست اندازے سے قدم رکھنا ہے۔

وہ تین چیزوں میں ہے :۔

ا۔ خدمت میں

ب۔ معرفت میں

ج۔ معاملات میں

جو ادب خدمت سے متعلّق ہے اس میں :۔

ا۔ اجتہاد اور تکلّف نہیں

ب۔ احتیاط اور وسوسہ انگیزی نہیں

ج۔ دیدہ دلیری اور سہل انگاری نہیں

معرفت میں ادب تین چیزوں سے عبارت ہے اس میں :۔

ا۔ خوف و مایوسی نہیں

ب۔ آرزو اور سلامتی مقصود نہیں

ج۔ بے باکی اور شوخی نہیں

---

[1] القرآن ۹ : ۱۱۲۔ ترجمہ۔ اور حدود اللہ کی حفاظت کرنے والے لوگ

معاملات میں ادب سے مراد یہ تین چیزیں ہیں - اس میں :-

نرمی و چاپلوسی نہیں

درشتی اور مخاصمت نہیں

احسان کی نمود اور لاف زنی نہیں

* * *



میدان : ۵۶

تمکّن

چھپنواں میدان تمکّن ہے ۔ ادب کے میدان سے تمکّن کا میدان نکلتا ہے ۔
تمکّن یہ ہے کہ عمل انسان کا ملکہ بن جائے اور تگ و دو کا تکلّف اس سے چھوٹ جائے
ارشادِ باری ہے :[1] وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ٥
تمکّن تین مقامات میں تین چیزوں سے تلاش کرنا چاہیئے :۔

ا ۔ اپنی عادت سے

ب ۔ جسم سے

ج ۔ دل سے

عادت کا تمکّن درجِ ذیل احوال میں ہے :۔

ا ۔ خوف میں

ب ۔ غصّہ میں

ج ۔ کسی حاجت میں

جسم کا تمکّن تین مقامات میں ہے :۔

ا ۔ بیماری میں

---

[1] القرآن ۳۰ : ۶۰ ترجمہ ۔ اور وہ لوگ جو یقین نہیں لاتے ، آپ کو سبک نہ کر دیں ۔

ب۔ غربت میں

ج۔ درویشی میں

دل کا تمکّن تین امور میں ہے :۔

ا۔ گمان میں

ب۔ تمیز میں

ج۔ ہمّت میں

٭ ٭ ٭



میدان : ۵۷

حرمت

ستاونواں میدان حرمت ہے۔ تمکّن کے میدان سے حرمت کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : [۱] مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝

حرمت سے مراد حیا کرنا ہے اور وہ تین طرح کی ہے :۔

ا۔ احترامِ خدمت کے لیے

ب۔ احترامِ ذکر کے لیے

ج۔ احترامِ سِر کے لیے

احترامِ خدمت کے تین نشان ہیں :۔

ا۔ تو دین میں خدمت کو عیشِ فراواں سمجھے

ب۔ مولا کریم کی طرف سے اس کی ہدایت پر خوشی کا اظہار کرے

ج۔ تو اپنے نفس کو خدمت میں گنہگار ٹھہرائے اور اسے عیب ناک گردانے

احترامِ ذکر کے تین نشان یہ ہیں :۔

ا۔ تو یادِ خدا میں خرافات کی آمیزش نہ کرے

ب۔ اللہ تعالیٰ کو حضورِ قلب کے بغیر یاد نہ کرے

ج۔ تو اس کا ہو جائے تاکہ خود اس کا (مظہر) کہلا سکے

---

[۱] القرآن ۷۱ : ۱۳ ترجمہ۔ کیا ہے تمہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے بزرگی کا اعتقاد نہیں رکھتے۔

احترام سر کے بھی تین نشان ہیں :-

اگر تو ڈرتا ہے، تو محبّت اختیار نہ کرے

اگر تو (کسی چیز کا) امیدوار ہے، تو حق کو نہیں پا سکے گا

اگر تجھ سے کوئی گستاخی ہو جائے، تو تعظیم کو پیشِ نظر رکھے

☆ ☆ ☆



میدان : ۵۸

غیرت

اٹھاونواں میدان غیرت ہے ۔ حرمت کے میدان سے غیرت کا میدان نکلتا ہے ۔

غیرت سے مراد کسی چیز پر رشک کرنا ہے کہ اس کے متبادل دوسری چیز کا وجود نہیں ہوتا۔

(بالعموم) تین چیزیں قابلِ رشک ہیں :-

ا- عمر

ب- دل

ج- وقت

عمر : دکان ہے ، عقل اس کی زیب و زینت ، دین سرمایہ اور مومن تاجر ہے ۔

عمر کا جو حصّہ گزر چکا ہے ، وہ تاوان ہے یا دکھوں کا علاج

جو سانس ہم میں موجود ہے ، وہ ہدیہ ہے یا درد و داغ

زندگی کا جو حصّہ بقایا ہے ، وہ زہر ہے یا تریاق

دل : انسان کا خزانہ ہے اور شیطان اس کا دشمن

نگہداشت قفل کی مانند ہے اور مومن محتاج

نفس میں جس قدر کمی ہو گی ، دل کی آب و تاب میں اضافہ ہو گا

دنیا میں جس قدر اضافہ ہو گا ، انسان کی قدر و قیمت اتنی ہی گر جائے گی

انسان دنیا کا دعویٰ جتنا زیادہ کرے گا ، اس کا اصل سرمایہ اتنا ہی زائل ہو گا

وقت : ہر ساعت خود انسان سے غائب ہے۔

جس شخص نے وقت کو اپنے وجود کی آرائش پر صرف کیا یا در رائیگاں، گزار دیا، وہ انسان کے قاتل سے بھی زیادہ دشمن ہے۔

جس نے انسان کے اوقات کی قدر افزائی کی، وہ اس کے آباء سے بڑھ کر اس کا محسن ہے۔

صاحبِ وقت کے نزدیک وقت کونین سے زیادہ معزّز ہے۔

٭ ٭ ٭



میدان : ۵۹

جمع

انسٹھواں میدان جمع ہے۔ غیرت کے میدان سے جمع کا میدان نکلتا ہے

ارشادِ باری ہے : ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ۝[1]

جمع سے مراد تین چیزوں سے نجات پانا ہے :-

ا۔ دل کے انتشار سے

ب۔ نیّت کے فتور سے

ج۔ وقت کے تفرقہ سے

جمعیّتِ دل کے تین نشان ہیں :-

ا۔ پسندیدہ امور میں اضافہ

ب۔ خلق سے وحشت

ج۔ زندگی سے ملال

نیّت کے سکون کی تین علامات ہیں :-

ا۔ خدمت سے لطف اندوزی

ب۔ آرزوئے علم

ج۔ اپنے ارادے کی موافقت

---

[1] القرآن ۶ : ۹۱ ترجمہ۔ پھر آپ ان کو ان کے مشغلے میں بیہودگی کے ساتھ لگا رہنے دیجئے۔

جمعیّتِ وقت کے تین نشان ہیں :-

دُعا میں حلاوت

حکمت کا ظہور

فراست کی درستی

٭ ٭ ٭



میدان : ۶۰

انقطاع

ساٹھواں میدان انقطاع ہے ۔ جمع کے میدان سے انقطاع کا میدان نکلتا ہے ۔

ارشادِ باری ہے :[1] وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ط

انقطاع سے مراد ماسوا اللہ سے اجتناب اور حق سے وصول ہے ۔

واصلینِ ذات جو ماسوا سے منقطع ہیں، تین احوال کے باعث ہیں :۔

ا ۔ بامرِ مجبوری

ب ۔ جہد و کوشش سے

ج ۔ کُلّی طور پہ

بامرِ مجبوری منقطع ہونے والوں کے تین نشان ہیں :۔

ا ۔ نفس کا مردہ ہونا

ب ۔ دل کا زندہ ہونا

ج ۔ زبان کا کھُل جانا

جہد و کوشش سے منقطع ہونے والوں کی تین علامات ہیں :۔

ا ۔ جسم محنت میں

---

[1] القرآن ۔ ۲۹ : ۲۶ ۔ ترجمہ ۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بے شک میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں ۔

ب۔ زبان ذکرِ الٰہی میں

ج۔ زندگی یکسر تگ و دو میں

کلّی طور پر منقطع ہونے والوں کے تین نشان ہیں :۔

ا۔ خلق سے دوری

ب۔ اپنی ذات سے بیگانگی

ج۔ علائق سے آسودگی

٭ ٭ ٭



میدان : ٦١

صدق

اکسٹھواں میدان صدق ہے۔ انقطاع کے میدان سے صدق کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : [1] رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج

صدق کا مفہوم راست بازی ہے اور اس کے تین درجے ہیں :-

ا- درجۂ ظاہر

ب- درجۂ باطن

ج- درجۂ غیب

درجۂ ظاہر تین چیزوں سے عبارت ہے :-

ا- دین میں پختگی

ب- خدمت میں سنّتِ نبویؐ کا لحاظ

ج- معاملات میں درستی

جو باطن ہے وہ تین چیزوں پر مبنی ہے :-

ا- تیرا عمل قول کے مطابق ہو

ب- جو چیز تو ظاہر کرتا ہے، وہ تجھ میں موجود ہو

---

[1] القرآن - ۳۳ : ۲۳ - ترجمہ (مومنین میں سے) وہ مرد کہ انہوں نے جس بات پر اللہ تعالیٰ سے عہد استوار کیا تھا (اس کے بارے میں) سچ کہا۔

ج۔ تو اپنے دعویٰ کی پاسداری بھی کرے

درجۂ غیب سے مراد تین چیزیں ہیں :-

ا۔ تو جس چیز کا آرزومند ہے، وہ حاصل کر لے گا

ب۔ تو جو کچھ سنتا ہے، دیکھ لے گا

ج۔ خود کو جس کے قریب شمار کرتا ہے، وہیں ہو گا

٭ ٭ ٭



میدان : ۶۲

صفا

باسٹھواں میدان صفا ہے ۔ صدق کے میدان سے صفا کا میدان نکلتا ہے ۔

ارشادِ باری ہے : ؎ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اہلِ صفا کے تین گروہ ہیں :-

پہلا گروہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کا ہے جو :

شہوت سے پاک

تہمت سے مبرّا

اور غفلت سے معصوم ہیں ۔

دوسرا گروہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہے جو :

رعونت سے پاک

زیب و زینت سے دور

اور ہر قسم کے گناہ سے معصوم ہیں ۔

انبیا کے علاوہ اہلِ صفا کا تیسرا گروہ مومنین پر مشتمل ہے ۔ وہ ایک ایسی جماعت ہے جو :

غلبۂ نفس سے آزاد ہے

ان کے قلوب مولا کریم سے واصل

اور ان کے سر آگاہی ذات سے آراستہ ہیں ۔

؎ القرآن ۳ : ۱۴۶ ترجمہ : پس وہ راہِ خدا میں اس کے باعث جو انہیں پہنچا سست نہ ہوئے ۔

میدان : ۶۳

حیا

ترسٹھواں میدان حیا ہے۔ صفا کے میدان سے حیا کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : [1] فَيَسْتَحْيِ مِنْكُمْ

حیا سے مراد شرم ہے جو دین کا حصار ہے۔ شرم مولا کریم کے علموں میں سے ایک علم ہے۔

غافلوں کی شرم خلق سے

جوانمردوں کی شرم ملائکہ سے

عارفوں کی شرم حق تعالیٰ سے

مخلوق سے شرم اسے لاحق ہوتی ہے جو :

ا۔ اپنی آبرو سے ڈرتا ہے۔

ب۔ خلق کی قبولیت کے بارے میں سنتا ہے۔

ج۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت سے ناآشنا ہے۔

فرشتوں سے شرم وہ محسوس کرتا ہے جسے :

ا۔ غیب پر اعتماد ہو

ب۔ گناہ کا خوف ہو

ج۔ روزِ حساب کا اندیشہ ہو

---

[1] القرآن ۳۳ : ۵۳ ترجمہ۔ پس جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تم سے حیا کرتے ہیں۔

حق تعالیٰ سے شرم وہ رکھتا ہے :۔

د۔ جس کا دل بینا ہو

ب ۔ سر میں شعورِ آشنائی ہو

ج ۔ ضمیر ہر قسم کے اشتباہ سے پاک ہو

" " "



میدان : ۶۴

ثقت

چونسٹھواں میدان ثقت ہے ۔حیاء کے میدان سے ثقت کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : [۱] فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ

ثقت سے مراد کسی چیز کو مضبوطی سے باندھنا اور امید کا استحکام ہے

وہ تین چیزوں سے پیدا ہوتی ہے :-

ا- تصدیق کی درستی سے

ب- حسنِ ظن سے

ج- صفائے نظر سے

تصدیق کی درستی سے تین چیزیں ظاہر ہوتی ہیں :-

ا- رگ و پے کو جلا دینے والا خوف

ب- (اعمال صالحہ پر) اُبھارنے والی امید

ج- پیہم نوازشات کرنے والا انس

حُسنِ ظن سے تین چیزیں رونما ہوتی ہیں :-

ا- متاعِ قلیل پر خوشنودی

ب- امور زندگی میں بردباری

---

[۱] القرآن ۵۱ : ۲۳ ۔ترجمہ۔پس زمین و آسمان کے پروردگار کی قسم کہ بے شک یہ بات بالکل حق ہے ۔

ج۔ موت سے نبرد آزمائی

صفائے نظر سے تین چیزیں پیدا ہوتی ہیں :۔

ا۔ واضح گفتار

ب۔ غیبی اشارات

ج۔ حکمتِ لدنّی

⁂ ⁂ ⁂



میدان : ۶۵

ایثار

پینسٹھواں میدان ایثار ہے۔ ثقت کے میدان سے ایثار کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے[1] : وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط قف

ایثار سے مراد کسی حقیر چیز پر اعلیٰ کو اختیار کرنا ہے۔

سب سے پہلے خلق پر دنیا کا ایثار ہے۔ اس اعتبار سے کہ :

د۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہر دنیوی شغل سے بڑھ کر ہے

ب۔ دُعا ہر خزانے سے بہتر ہے

ج۔ بہشت اپنی قدر و منزلت کے سبب فزوں تر ہے

دوسرا ــــ عمر کا ایثار دل پر۔ اس لیے کہ :

د۔ دل ساری حیات سے بہتر ہے

ب۔ فراغت جوانی سے بڑھ کر

ج۔ آشنائی جاں سے عزیز تر ہے

تیسرا ــــ دین پر علائقِ دنیوی کا ایثار۔ کیونکہ :

د۔ دین فراغت میں آسودہ رہتا ہے

ب۔ خلوت میں پروان چڑھتا ہے

ج۔ تفکر میں افزوں ہوتا ہے

---

[1] القرآن ۵۹ : ۹ ترجمہ۔ وہ (مہاجرین کو) اپنی جانوں پر مقدم سمجھتے ہیں ہرچند کہ انہیں خود تنگی درپیش ہو۔

میدان : ٦٦

تفویض

چھیاسٹھواں میدان تفویض ہے - ایثار کے میدان سے تفویض کا میدان نکلتا ہے -

ارشادِ باری ہے [1]: وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

تفویض سے مراد اپنے امور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہے -

وہ تین چیزوں میں ہے :-

و- دین میں

ب- تقدیر میں

ج- مخلوق کے معاملات میں

دین میں تفویض یہ ہے کہ :-

و- اللہ تعالیٰ نے چیزوں کو جس طرح بنایا ہے ، تو اس میں کسی تکلّف کی آمیزش نہ کرے -

ب- جس چیز کی رخصت عطا فرمادی ہے تو اس کے پیچھے ہی نہ لگا رہے -

ج- اس کی ہر جداگانہ شان کا دمساز رہے -

تقدیر میں تفویض یہ ہے کہ :-

و- حیلہ سازی کی تکلیف سے تو اپنی عقل و فکر کو عذاب میں نہ ڈالے

ب- دُعا کے بدلے حکمِ خداوندی میں جھگڑا نہ کرے

---

[1] القرآن ۴۰ : ۴۴ ترجمہ - اور میں اپنا کام خدا کے سپرد کرتا ہوں - بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے -

ج۔ انتہائے طلب میں اپنے یقین کو موردِ الزام نہ ٹھہرائے

خلق کے بارے میں تفویض تین چیزوں سے عبارت ہے :۔

ا۔ اگر تو انہیں کسی معصیت میں مبتلا پائے، تو اسے بدبختی پر محمول نہ کرے

ب۔ اگر طاعت پر قائم دیکھے، تو اسے سعادت شمار نہ کرے۔ (تاہم ان کی فلاح کا) آرزومند رہے

ج۔ بہر حال ان کی ظاہری ہیئت پر کوئی فیصلہ نہ کرنے کے ساتھ ان کی تصدیق کا مطالبہ بھی نہ کرے۔

" " "



میدان : ۶۷

فتوح

سترسٹھواں میدان فتوح ہے۔ تفویض کے میدان سے فتوح کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : ؎ مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ فَلَا مُمْسِکَ لَھَا ج

جو چیز غیب سے تلاش کے بغیر اور بن مانگے دستیاب ہو اسے فتوح سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اس کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم رزق اور عیش کے ارادے کے ساتھ وابستہ ہے جسکی تین شرطیں ہیں :-

ا۔ طلب کے بغیر

ب۔ محنت کے بغیر

ج۔ کسی توقع کے بغیر

دوسری قسم علمِ لدنّی ہے۔ اس سے مراد :-

ا۔ بغیر سیکھے شریعت کے موافق ہونا

ب۔ بغیر سنے دل کے اسرار سے آگاہی

ج۔ بغیر کسی تجربہ کے حکمت پر عبور

تیسری قسم غیبی اشارات کی ہے اور وہ یہ ہیں :-

ا۔ عمدہ خوابوں کی بشارت

ب۔ نیک لوگوں کی سی دُعا

ج۔ دلوں میں قبولیّت

؎ القرآن ۳۵ : ۲ ترجمہ ۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جو کچھ لوگوں کے لیے کھول دے، پس اسے کوئی بند کرنے والا نہیں ۔

میدان : ۶۸

غربت

اڑسٹھواں میدان غربت ہے ۔ فتوح کے میدان سے غربت کا میدان نکلتا ہے ۔

ارشادِ باری ہے : ؎ اُولُوا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ

اُولُوْ بَقِيَّةٍ سے مراد غربا ہیں ۔ ان کے لیے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) بشارت ہے ۔ وہ غربا کون سے لوگ ہیں ؟ جملہ غربا تین گروہوں میں منقسم ہیں :-

اوّل : جو اپنے گھر بار سے جدا ہیں :

وہ زندہ ہوں تو مہمان

وصال کے بعد شہید

اور بروزِ قیامت شفیع

دوم : وہ مومن جو منافقوں کے درمیان ہیں :

عمر بھر مجاہدہ کرنے والے

فوت ہونے کے بعد شہید

فردا شفاعت کرنے والے

سوم : وہ عارفین جو غافلوں کے درمیان ہیں :

ان کی بود و باش زمین میں

دل کے اعتبار سے فلک پر

دنیا اور اہلِ دنیا سے بے نیاز

القرآن : ۱۱ : ۱۱۶ ترجمہ ۔ ایسے سمجھدار لوگ جو زمین میں فساد سے روکتے

میدان : ۶۹

توحید

انہتر واں میدان توحید ہے۔ غربت کے میدان سے توحید کا میدان نکلتا ہے۔

توحید کا مفہوم اللہ تعالیٰ کی یکتائی کا اقرار، اسے یکتا دیکھنا اور یکتا جاننا ہے۔

ارشادِ باری ہے: [1] فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

یکتائی کا اقرار:

تمام علوم کا سرچشمہ ہے

دین و دنیا کے عرفانِ تام سے عبارت ہے

اور وہ دشمن و دوست کے درمیان ایک پردہ ہے

گواہی اس کا علم

اخلاص بنیاد

اور وفا شرط ہے

توحید کی گفتار اور اس کے ظاہر و باطن کے تین اوصاف ہیں:۔

اوّل: اللہ تعالیٰ کے بارے میں گواہی دینا کہ وہ اپنی ذات میں لاشریک ہے۔ وہ پاک اور برگزیدہ ہے۔ فرزند و زن اور ہر شریک و سہیم سے پاک ہے۔

دوم: گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں بے مثل ہے۔ کوئی اس کے مشابہ نہیں اور اس کی صفات عقل و فکر سے وراء ہیں۔ ان صفات کی کیفیت فہم و احاطہ میں نہیں

---

[1] القرآن ۴۷ : ۱۹ ترجمہ۔ پس آپ جان لیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

آسکتی۔ وُہ لامحدود ہے اور وہم کی وہاں رسائی نہیں۔ حق تعالیٰ کی صفات میں کسی کی مشارکت و مشابہت نہیں۔

سوم : گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اسماء میں بھی یکتا ہے جو حقیقی ازلی ہیں — اس کے اسماء کی ایک حقیقت ہے اور اس کے علاوہ دوسری تمام چیزیں عارضی ہیں۔

اس کی مخلوق کا بھی نام ہے

لیکن جو اللہ تعالیٰ کا نام ہے اس کی حقیقت قدیم، ازلی اور اس کی شان کے شایان ہے۔ مخلوق کے جو نام ہیں وہ اس کے پیدا کیے ہُوئے ہیں اور مخلوق کی شان کے مطابق فانی ہیں۔ اللہ اور رحمٰن اس کے اسماء ہیں۔ ان اسماء کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں پکار سکتے۔

اسے یکتا دیکھنا تین چیزوں میں ہے :-

ا- اقرار میں

ب۔ قسمتوں میں

ج۔ نعمتوں میں

اقرار میں یکتائی سے مراد یہ ہے کہ تقدیروں کے تعیّن میں وہ بے مثل ہے، روزِ ازل سے اپنے وسیع علم و حکمت میں یگانہ ہے اور اس کے سوا کوئی شخص تقدیر کے علم و حکمت کا محرم نہیں۔ اس کا دیکھنا حکمت پر، اس کا صحیح عرفان حیرت پر مبنی ہے اور حصولِ قرب اس کی قدرت سے متعلق ہے قدرت کے کسی جزو میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔

قسمتوں میں اس کی یکتائی اس کی عنایات کی صورت میں رونما ہے جو اس نے خود اپنی مخلوق پر کی ہیں چنانچہ :

ہر شخص کے مقام کے مُطابق وہ اس پر نگاہ رکھتا ہے۔

ہر شخص کی بہتری کا اسے علم ہے

اور اس نے ہر کام کا ایک وقت متعیّن کیا ہوا ہے۔

نعمتوں میں اس کی یکتائی بے مثل شان کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ وہی ایک عطا کرنے والا ہے کوئی اس کے سوا شکر و احسان کا سزاوار نہیں۔ اس کے سوا کسی کو قوت و قدرت نہیں نعمتوں کا روکنا اور ان کی کشائش اس کے سوا کسی کے تصرّف میں نہیں۔

اسے یکتا جاننا تین چیزوں میں ہے :-

ا۔ خدمت میں

ب۔ معاملات میں

ج۔ ہمّت میں

اپنی خدمت میں اسے یکتا جاننا تین چیزوں سے عبارت ہے :-

ا۔ شان و شوکت کا ترک کرنا

ب۔ اخلاص کی پاسداری

ج۔ ضبطِ احوال

اپنے معاملات میں اسے یکتا جاننا تین چیزوں سے عبارت ہے :-

ا۔ خیالات کی صفائی

ب۔ تحقیقِ ذکر

ج دوامِ اعتماد

اپنی ہمّت میں اسے یکتا جاننے سے مراد یہ تین چیزیں ہیں :-

ا۔ اس کے سوا ہر چیز کی محبت کم ہو جائے

ب۔ اس کے سوا ہر چیز فراموش ہو جائے

ج۔ جمعیّتِ باطن کے ساتھ ماسوا اللہ سے نجات پانا

٭ ٭ ٭



میدان : ۷۰

تفرید

ستّرواں میدان تفرید ہے ۔ توحید کے میدان سے تفرید کا میدان نکلتا ہے ۔

ارشادِ باری ہے[1] : ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ ۔

تفرید کی حقیقت ہمّت کا خالص کرنا ہے جس کا بیان توحید میں گزر چکا ہے ۔

تفرید تین قسم کی ہے :۔

ا ۔ ذکر میں

ب ۔ سماع میں

ج ۔ نظر میں

تفریدِ ذکر سے یہ مراد ہے کہ :۔

ا ۔ تجھے اس کی یاد میں اس کے سوا کسی چیز کا خوف باقی نہ رہے

ب ۔ ذات باری تعالیٰ کے سوا تیرا کوئی مطلوب نہ ہو ۔

ج ۔ اس کے سوا کسی دوسری چیز کی طرف تیرا دھیان نہ ہو

تفرید سماع سے یہ مراد ہے کہ تیری سماعت ان تین قسم کی نداؤں سے کبھی منقطع نہ ہونے پائے :۔

ا ۔ وہ ندائے حق جو تجھے ہر سانس میں اپنی طرف بلائے ۔

ب ۔ طاعتِ الٰہی کی وہ ندا جو تجھے ہر طرف سے اپنی خدمت کی دعوت دے ۔

---

[1] القرآن : ۲۲ : ۶۲ ۔ ترجمہ : یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے پکارتے ہیں ، وہ باطل ہے ۔

محبت و موانست کی وُہ ندا جو ہر وجود میں مضمر ہے۔

تفرید نظر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دل کے رجوع کا سلسلہ کبھی برہم نہ ہونے پائے۔ اس کے تین نشان ہیں:-

ا- انسان حالات کی گردش سے متاثر نہ ہو۔

ب- کسی شغل میں تردّد و تفرقہ دل میں راہ نہ پائے۔

ج- انسان خود سے بے خبر ہو جائے۔

٭ ٭ ٭



میدان : ۷۱

علم

اکہتّرواں میدان علم ہے ۔ تفرید کے میدان سے علم کا میدان نکلتا ہے ۔

ارشادِ باری ہے :[1] وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ٥

علم سے مراد دانش ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں :-

ا- استدلالی

ب- تعلیمی

ج- لدنّی

علمِ استدلالی سے مراد عقل و خرد کے ثمرات اور تجربات کے نتائج ہیں ۔
علم کی یہ قسم انسانوں کے حسب مراتب (خیر و شر میں) امتیاز کرنے کا وہ ملکہ ہے جس سے اولادِ آدمؑ مشرف ہے ۔

تعلیمی : یہ وہ علم ہے جو قرآنِ حکیم کی صورت میں اترا اور خلق نے سنا پھر یہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تک پہنچا ۔

اساتذہ نے لوگوں کو اس علم کی تلقین کی اور انہوں نے سیکھا

اہل دانش اس کی بدولت کونین میں معزّز ہیں ۔

علم لدنّی کی تین قسمیں ہیں :-

ا- صنائع خداوندی کی حکمت کا علم — یہ علم مختلف آثار سے حصول ہے ۔

---

[1] القرآن : ۲۹ : ۴۳ - ترجمہ - اور ان مثالوں کو صرف اہل علم ہی سمجھتے ہیں ۔

ب - اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو معاملات ہیں ان کی ماہیّت و حقیقت کا ادراک

ج - اس کی حکمت کا علم جو حق تعالیٰ سے ہم تک پہنچ رہی ہے اور پردہ غیب سے رونما ہے ___ یہ علم حضرت سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصوصی معارف میں سے ہے۔

" " "

میدان : ۷۲

بصیرت

بہتّرواں میدان بصیرت ہے۔ علم کے میدان سے بصیرت کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : " وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

بصر سے مراد دیدہ وری ہے۔ بصر کی تین قسمیں ہیں :۔

ا۔ بصرِ عقل

ب۔ بصرِ حکمت

ج۔ بصرِ فراست

بصرِ عقل کے تین فائدے ہیں :۔

اوّل : اپنے سود و زیاں کو پہچاننا اور مقاصد کے انجام پر نگاہ رکھنا کیونکہ اس کے باعث انسان ہر قسم کی ملامت سے بچ جاتا ہے۔

دوم : خلق کے مراتب، مختلف عادات میں ہر شخص کی طاقت، عقل و خرد میں اس کی قوّت اور ہر انسان کی مقدارِ عزم کو دیکھنا ـــــ یہ سب امور سلامتی کا موجب ہیں۔

سوم : ہمہ وقت لوگوں کے ساتھ معاملات میں زیادہ اہم امر کو ملحوظ رکھنا۔ یہ انسان کی فضیلت و عظمت کا پیرایہ ہے۔

یہ سب عقل کے پیمانے ہیں۔ اس کے علاوہ سب خرابی ہے۔

القرآن : ۱۶ : ۷۸، ۳۲ : ۹، ۶۷ : ۲۳۔ ترجمہ۔ اور تمہیں کان اور آنکھیں دیں

بصرِ حکمت کی تین علامتیں ہیں :-

د - ہر قضیے کو شفقت سے دیکھنا تاکہ فتنہ و نزاع درمیان نہیں باقی نہ رہے۔

ب - تقدیر کے ہر معاملے میں حیرت کا مشاہدہ کرنا تاکہ جلد بازی ختم ہو جائے۔

ج - صنعتِ خداوندی میں اشاراتِ غیبیہ کو دیکھنا تاکہ آگاہیٔ ذات میں اضافہ ہو

باطنی مسرّت اس راہ کی خصوصیّت ہے

بصرِ فراست تین قسم کی ہے :-

تجربہ سے فراست : یہ تمام اہلِ تمیز انسانوں کا حصّہ ہے

استدلال سے فراست : یہ دانش مندوں کو میسّر ہے

دیدۂ دل سے فراست : یہ وہ نور ہے جو اہلِ ایمان کے دلوں میں ہے

تجرباتی فراست :-

وہ دید سے تعلق رکھتی ہے

یا شنید سے

یا اسے انسان دانائی سے حاصل کرتا ہے

استدلالی فراست سے مراد :-

دین میں شرعی قیاس

حدودِ دین میں عقلی قیاس

عامۃ الناس کا طبعی قیاس

نظری فراست :-

وہ ایک برق ہے جو دل میں چمکتی ہے اور اس کی تابش صحیح (معارف) لے کر

آتی ہے۔

یا ایک تموّج ہے جو دل میں پیدا ہوتا ہے جس کے آخر میں حقیقت نمودار ہوتی ہے۔

یا اس کا مفہوم کسی غیبی امر پر حتمی اور آخری وقوف ہوتا ہے ــــــ یہ حضرت خضر علیہ السلام کی شان ہے۔

* * *



میدان : ۷۳

حیات

تہتروان میدان حیات ہے۔ بصیرت کے میدان سے حیات کا میدان نکلتا ہے۔

ارشاد باری ہے : اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ[1]

دل کی زندگانی تین چیزوں سے عبارت ہے۔ ہر وہ دل کہ جس میں ان تین چیزوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں، وہ مردہ ہے۔

اوّل : وہ زندگی جس میں علم کے ساتھ خوفِ الٰہی ہو۔

دوم : وہ زندگی جس میں علم کے ساتھ امید ہو۔

سوم : وہ زندگی جس میں علم کے ساتھ آشنائی بھی ہو۔

خوفِ خدا والی زندگی :

آدمی کو پاک دامن بناتی ہے۔
اسے دیدۂ بیدار بخشتی ہے
اور وہ سیدھی راہ پر چلتا ہے

امید والی زندگی :

اس میں آدمی کو سواری میسّر ہے
اس کے پاس مکمل زادِ سفر ہے
اور اس کی راہ بھی قریب ہے

---

[1] القرآن ۶ : ۱۲۲ ترجمہ - بھلا ایک شخص کہ مردہ تھا، پھر ہم نے اسے زندہ کیا

وہ زندگی جس میں علم کے ساتھ آشنائی بھی ہو یہ زندگی :

آدمی کو عظیم المرتبت بنا دیتی ہے ۔

اس کے فکر کو آزاد

اور دل کو مطمئن کرتی ہے ۔

وہ خوف جو علم کے بغیر ہو ——— خارجیوں کا خوف ہے

وہ امید جو علم کے بغیر ہو ——— رجا پسندوں کی امید ہے

وہ آشنائی جو علم کے بغیر ہو ——— بہانہ سازوں کی آشنائی ہے

(حقیقت میں) وہ علم الہیاتی ہے جو امید و بیم اور آشنائی کے ساتھ مشروط ہے ۔

٭ ٭ ٭

میدان : ۱۴

حکمت

چودھواں میدان حکمت ہے ۔ حیات کے میدان سے حکمت کا میدان نکلتا ہے۔
ارشادِ باری ہے : [1] یُؤْتِی الْحِكْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ ج
حکمت سے مراد کسی چیز کا صحیح ادراک ہے۔
وہ عقل و علم کا ایک شریف مرتبہ ہے جو انبیاء اور اولیاء کو عطا کیا گیا ہے۔ اس کے تین درجے ہیں:-

ا- دیدار کا درجہ
ب- گفتار کا درجہ
ج- (اپنی گفتار) کے مطابق عملی زندگی گزارنے کا درجہ

دیدار کے درجہ سے مراد :

ا- کسی کام کے مطابق اس کی جانچ پڑتال
ب- کسی چیز کو اس کے درست مقام پر رکھنا
ج- ہر وجود انسانی میں (اس کے جوہر ذاتی) کا صحیح عرفان
یہ عین حکمت ہے۔

گفتار کے درجہ سے مراد :-

ا- برمحل بات کرنا
ب- ابتدائے سخن میں اس کی انتہا کو معلوم کرنا

---

[1] القرآن ۲ : ۲۶۹ ترجمہ : اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی حکمت دیتا ہے۔

ہر سخن کے ظاہر ہیں اس کی تہ تک پہنچ جانا

یہ بنائے حکمت ہے

حکمت سے زندگی گزارنا درج ذیل امور سے متعلق ہے :-

خلق کے ساتھ شفقت و مروّت سے اپنے معاملات کی نگہداشت

امید و بیم کے درمیان ذاتی معاملات کی اہمیّت کا دھیان رکھنا

ہیبت و انس کے درمیان حق تعالیٰ کے ساتھ اپنے معاملات کی نگہبانی

یہ ثمرۂ حکمت ہے ۔ اسے خوب اچھی طرح سمجھ لے ۔

٭ ٭ ٭

میدان : ۷۵

معرفت

پچھترواں میدان معرفت ہے۔ حکمت کے میدان سے معرفت کا میدان نکلتا ہے۔
ارشادِ باری ہے: ؎ اَعۡیُنَھُمۡ تَفِیۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُوۡا مِنَ الۡحَقِّ ج
معرفت سے مراد پہچان ہے۔ اس کے تین باب ہیں اور تین درجے تین ترتیبوں کے ساتھ۔

باب اوّل : وجودِ باری تعالیٰ، اس کی یکتائی اور اس کے بے مثل ہونے کا عرفان۔

دوم : اس کی قدرت، دانائی اور مہربانی کی شناخت۔

سوم : اس کے احسان، دوستداری اور قرب کی پہچان

پہلی معرفت : بنائے اسلام کا باب ہے

دوسری : بنائے ایمان کا باب ہے

تیسری : بنائے اخلاص کا باب ہے

باب اوّل تک رسائی کی راہ : امورِ دنیوی کی بست و کشاد میں صانع کی تدبیر کے مشاہدے سے ہے۔
دوسرے باب کی راہ : مظاہرِ قدرت کے عرفان میں صانع کی حکمت کو دیکھنا ہے۔
تیسرے باب کی راہ : کاموں کی غور و پرداخت میں مولا کریم کی عنایت کو دیکھنے اور جرموں کی فروگزاشت سے مربوط ہے۔

یہ آخری باب، اہلِ معرفت کا میدان ہے

؎ القرآن؛ ۵ : ۸۳ ترجمہ : آپ عرفانِ حق کے باعث ان کی آنکھوں کو اشکبار دیکھیں گے۔

اہلِ محبّت کے لیے اکسیر۔
اور خاصانِ بارگاہ کا طریق ہے۔
یہ طریق دل نشین، نشاط انگیز اور محبّت افزا ہے۔

* * *



میدان : ۷۶

کرامت

چھہترواں میدان کرامت ہے۔ معرفت کے میدان سے کرامت کا میدان نکلتا ہے۔
ارشادِ باری ہے: [1] وَجَعَلَنِی مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ٥
اللہ ربّ العزّت کی جانب سے (بندے کے حال پر) کرامت اس قدر ہے جس کا کوئی حدّ و حساب نہیں۔ بنیادی طور پر وہ تین چیزوں سے عبارت ہے۔

اوّل : وہ کرامت جو ہدایت و برگزیدگی سے متعلق ہے اس کے بارے میں [2] کَرَّمْتَ عَلَیَّ وارد ہے۔

دوم : وہ کرامت جو سب کے لیے کافی و وافی ہے اس پر [3] کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ شاہد ہے۔

سوم : وہ کرامت جو قربِ الٰہی سے وابستہ ہے اس کے بارے میں [4] وَجَعَلَنِی مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ٥ آیا ہے۔

کرامتِ ہدایت کے تین نشان ہیں :-

ا- اسلام میں استقامتِ احوال

ب- اخلاق و خدمت میں سنّتِ مطہرہ کی پیروی

ج- اپنے مقدر پر صدقِ یقین

---

[1] اور [4] القرآن ۳۶ : ۷ ترجمہ : اور مجھے عزت والوں میں سے کیا۔
[2] القرآن ۱۷ : ۶۲ ترجمہ : (جسے) تو نے مجھ کو بڑائی عطا کی
[3] القرآن ۱۷ : ۷۰ ترجمہ : اور ہم نے اولادِ آدم کو عزت بخشی۔

وہ کرامت جو سب کے لیے کافی ہے، اس کی تین علامتیں ہیں :

کسی حیلے اور جھگڑے کے بغیر رزق کا ہر روز پہنچنا

کسی تردّد کے بغیر سکون و عافیت کا میسّر آنا

کسی قسم کی چاپلوسی اور خواری کے بغیر عیش و مسرّت کا نصیب ہونا۔

وہ کرامت جو قربِ خداوندی سے وابستہ ہے اس کے تین نشان ہیں :-

خدمت کا بے تکلّف انجام دینا

مستقبل کا موافقِ حال ہونا

خیر و برکت سے بہرہ یابی اور قبولیّتِ دُعا

٭ ٭ ٭



میدان : ۷۷

حقیقت

ستترواں میدان حقیقت ہے۔ کرامت کے میدان سے حقیقت کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے : ؎ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝

اس اعتبار سے کہ تمام شریعتیں سرسبز حقائق ہیں لہذا جو کچھ حق ہے وہ بالکل حقیقت ہے حقائق کے اصول تین ہیں۔ ان تین حقیقتوں میں سے

حقیقتِ اوّل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا، اس سے واقف اور بے مثل و بے مثال ہے کسی کام کی اصل اور اس کے آغاز و انجام کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس کے احکام کے رموز اور اسرار الٰہیہ کی وہ تاویلات جو نگاہِ خلق سے مخفی ہیں انہیں صرف وہی جانتا ہے۔

دوم : یہ وہ حقیقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو سکھائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وہ پوشیدہ تھی جبکہ حضرت خضر علیہ السلام اس سے آگاہ تھے۔

اس حقیقت سے تین چیزیں ظہور پذیر ہوئیں۔

ا۔ کشتی کا توڑنا

ب۔ لڑکے کو مار ڈالنا

ج۔ دیوار کو درست کرنا

سوم : یہ وہ حقیقت ہے کہ اہلِ حکمت اس کے باعث بینا ہیں۔ اہلِ معرفت اس

؎ القرآن ۱۸ : ۶۵ ترجمہ : اور ہم نے اسے اپنے پاس سے علم سکھایا۔

کے سبب دانا ہیں اور دیدہ ور اس سے آشنا

اس کے ہزار اجزاء ہیں اور ہزار درجے۔ وہ تین ترتیبوں پر ہے :-

پہلی : الہام

دوسری : فراست

تیسری : اِبصار

اِبصار کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: [1] فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ ابصار کسی چیز کو صحیح طور پر دیکھنا ہے جس طرح کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں میں سے جسے چاہے جس طرح چاہے اور جس چیز کے بارے میں چاہے دیدہ ور بنا دینا ہے۔

---

[1] القرآن : ۷ : ۲۰۱ ترجمہ : پس ناگہاں وہ دیدہ ور ہو جاتے ہیں۔

میدان : ۷۸

ولایت

اٹھہتّرواں میدان ولایت ہے۔ حقیقت کے میدان سے ولایت کا میدان نکلتا ہے۔

وہ حضرات جو اس زمرے سے متعلق ہیں، اولیاء اللہ ہیں اور اوتاد ان کے درمیان ہیں۔

ارشادِ باری ہے:[1] اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہ

اولیاء اللہ کی تین علامتیں ہیں :۔

ا۔ سلامتِ دل

ب۔ سخاوتِ نفس

ج۔ نصیحتِ خلق

سلامتِ دل سے مراد درجِ ذیل تین چیزوں سے نجات حاصل کرنا ہے :۔

ا۔ بارگاہِ خداوندی میں شکایت سے

ب۔ مخلوق کے ساتھ جھگڑنے سے

ج۔ خود پسندی سے

سخاوتِ نفس کے تین نشان ہیں :۔

ا۔ اپنی خواہشات سے کنارہ کشی

ب۔ لوگ جن امور میں غرق ہیں، ان سے پیچھے ہٹ جانا

ج۔ کثرتِ دنیا کا انتظار نہ کرنا

---

[1] القرآن ۱۰: ۶۲ ترجمہ۔ یاد رکھو! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

نصیحتِ خلق کے بھی تین نشان ہیں :-

ا- نیک لوگوں سے دوستی

ب- گناہگاروں سے درگزر

ج- خیر خواہئ خلق

یہ اخلاقیاتِ عالیہ ہیں - ان کے اصول یہ ہیں :-

ا- نیک دلی

ب- جوانمردی

ج- کم آزاری

٭ ٭ ٭

میدان : ۷۹

تسلیم

اناسی واں میدان تسلیم ہے۔ ولایت کے میدان سے تسلیم کا میدان نکلتا ہے۔
ارشادِ باری ہے :[1] وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

تسلیم سے مراد خود کو ان تمام امور میں جو خالق و مخلوق کے درمیان ہیں، اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہے اور جن کا تعلق اعتقاد و خدمت اور معاملہ و حقیقت سے ہے۔ ان سب کی بنیاد تسلیم ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں :۔

ا۔ تسلیم توحید

ب۔ تسلیم قسمت

ج۔ تسلیم تعظیم

تسلیم توحید تین چیزوں سے عبارت ہے :۔

ا۔ بن دیکھے اللہ تعالیٰ کو پہچاننا۔

ب۔ اس کی نایافت کو قبول کرنا۔

ج۔ بغیر کسی معاوضے کے عبادت کرنا۔

قسمتوں میں تسلیم درج ذیل تین چیزوں پر مبنی ہے :۔

ا۔ اس کی کارسازی پر اعتمادِ کامل

---

[1] القرآن ۳۳ : ۵۶ ترجمہ۔ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر خوب سلام بھیجا کرو۔

ب۔ نیک گمان کے ساتھ اس کے فرمان کو ماننا۔

ج۔ حظِ نفس کی تگ و دو سے احتراز۔

تسلیمِ تعظیم کے بھی تین نشان ہیں:۔

ا۔ اس کی ہدایت کے مقابلے میں اپنی کوشش کو بے حقیقت دیکھنا۔

ب۔ اس کی عنایت میں اپنی ہمّت کو حقیر سمجھنا۔

ج۔ اس کے فضل میں اپنے نام و نشان سے صرفِ نظر کرنا۔

⁂ ⁂ ⁂



میدان : ۸۰

استسلام

اسّی واں میدان استسلام ہے۔ تسلیم کے میدان سے استسلام کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے :[۱] قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَالْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ

استسلام اسلام کی حقیقت ہے اور اس کے تین درجے ہیں :۔

اوّل ۔ شرک سے نجات

دوم ۔ ہر مخالفت سے رہائی

سوم ۔ اپنی ذات سے رستگاری

شرک تین طرح کا ہے :۔

ا۔ شرکِ عظیم ہر ایک کو معلوم ہے۔

ب۔ اس سے کم تر شرک شک و اشتباہ ہے۔

ج۔ سب سے ادنیٰ شرک ریا ہے۔

جو شخص شرک کی ان تین قسموں سے بچ گیا، اس نے تین سخت آزمائشوں سے نجات پائی۔

---

[۱] القرآن ۶ : ۷۱ ترجمہ ۔ آپ فرمادیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی ہدایت ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ دونوں جہان کے پروردگار کے لیے مطیع ہو جائیں۔

مخالفت تین چیزوں سے عبارت ہے :-

د- دین میں بدعت

ب- دینی احکام پر اظہارِ غصب

ج- عہد شکنی

رستگاریٔ ذات تین چیزوں سے نجات پر مبنی :-

د- اپنی خواہشات سے

ب- ہر حیلہ سازی سے

ج- ذاتی دبدبے سے

٭ ٭ ٭

میدان : ۸۱

اعتصام

اکاسی واں میدان اعتصام ہے - استسلام کے میدان سے اعتصام کا میدان نکلتا ہے۔

اعتصام سے مراد کسی چیز کو پکڑنا ہے۔

ارشادِ باری ہے:[1] وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً

اعتصام تین طرح کا ہے :-

اوّل - توحید سے اعتصام کہ[2] فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى اس کے بارے میں وارد ہے۔

دوم - قرآنِ حکیم سے اعتصام اور اس پر عمل پیرا ہونا۔[3] وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ سے یہی مراد ہے۔

سوم - ذات باری سے اعتصام -[4] وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ اس پر شاہد ہے۔

توحید سے اعتصام درجِ ذیل تین چیزوں کے ساتھ وابستہ ہے ــــــ اس سے مراد صحیح طور پر یہ دیکھنا ہے کہ :

(زمین و آسمان کا) شہنشاہ صرف ایک ہے۔

[1،3] القرآن ۳ : ۱۰۳ ترجمہ اور اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوط تھام لو۔

[2] القرآن ۲ : ۲۵۶، ۳۱ : ۲۲ ترجمہ پس اس نے بڑے محکم حلقے کو پکڑ لیا۔

[4] القرآن ۳ : ۱۰۱ اور جو اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے۔

تمام امور کا مبدا صرف ایک ہے۔

حکم اسی ایک بارگاہ سے صادر ہوتے ہیں۔

قرآنِ حکیم سے اعتصام تین چیزوں پر مبنی ہے:۔

ا۔ یہ جان لینا کہ دین قرآنِ حکیم سے وابستہ ہے۔

ب۔ قرآنِ حکیم لانے والا حق ہے۔

ج۔ اس کے اوامر و نواہی کی پاسداری اور متشابہاتِ قرآن کا اقرار۔

حق سے اعتصام تین چیزوں سے عبارت ہے:۔

ا۔ اس کی ضمانت دینے والی شان پر اظہارِ اعتماد

ب۔[1] بارگاہِ بے نیاز میں دستِ نیاز اٹھانا

ج۔ اس کے لطف و کرم سے وابستگی۔

---

[1] شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا ہے۔

کفِ نیاز بہ درگاہِ بے نیاز برآر | کہ کارِ مردِ خدا جز خدای خوانی نیست

* * *

میدان : ۸۲

انفراد

بیاسی واں میدان انفراد ہے۔ اعتصام کے میدان سے انفراد کا میدان نکلتا ہے۔ انفراد سے مراد یکتا ہونا ہے۔

ارشادِ باری ہے : [ا] قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَ فُرَادٰى ۔

انفراد تین طرح کا ہے :-

ا۔ قصد کی جداگانہ شان میں قصد کرنے والوں کا انفراد

ب۔ توکّل کی درستی میں متوکلین کا انفراد

ج۔ غلبہ ہیبت یا نسیمِ اُنس کے وقت اہلِ وجدان کا انفراد

اہلِ قصد کے انفراد کی تین علامتیں ہیں :-

ا۔ اپنی ذات اور ہر دو جہاں سے قدم ہٹا لینا۔

ب۔ خود کو اپنے سامنے ملحوظ نہ رکھنا۔

ج۔ مولا کریم سے اس کی ذات کے بغیر راضی نہ ہونا

[ا] القرآن ۳۴ : ۴۶ ترجمہ آپ فرما دیں کہ میں تمہیں صرف ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے دو دو اور ایک ایک کھڑے ہو جاؤ۔

متوکلین کا انفراد تین طرح کا ہے:

ا۔ اسباب ہی پر تکیہ نہ لگائے رہنا۔

ب۔ علائقِ دنیوی کو قبول نہ کرنا

ج۔ اپنی تدبیر سے احتراز

اہلِ وجدان کا انفراد تین چیزوں سے عبارت ہے:

ا۔ نفس کا فنا ہو جانا

ب۔ خلق سے روپوشی

ج۔ محبتِ الٰہی میں سرمستی و سرشاری

☆ ☆ ☆

میدان : ۸۳

سِرّ

تراسی واں میدان سرّ ہے۔ انفراد کے میدان سے سرّ کا میدان نکلتا ہے۔
ارشادِ باری ہے۔ [1] وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ اِسۡرَارَھُمۡ ۝

سرّ انسان کی آرزوں کا وہ حاصل ہے جس کا تعلق ذاتِ باری سے ہے اور وہ اس قدر پوشیدہ ہے کہ اس کے بارے میں عبارت آرائی محال ہے اور خود انسان بھی اس کے بیان سے قاصر ہے۔

وہ تین طرح کا ہے :-

اوّل۔ بنی نوعِ انسان سے پوشیدہ

دوم۔ فرشتوں سے پوشیدہ

سوم۔ اپنی ذات سے بھی پوشیدہ

جو بنی نوعِ انسان سے پوشیدہ ہے اس سے مراد خلوت میں خدمت کرنا ہے۔
جو فرشتوں سے پوشیدہ ہے، وہ حقائق کا انکشاف ہے۔
جو خود اپنی ذات سے بھی پوشیدہ ہے، وہ رابطۂ الٰہی میں استغراق ہے۔
خلوت میں خدمت کی شرائط سے مراد تین چیزیں ہیں :-

ا۔ خدمت کے اصول کا عرفان

ب۔ حقوق العباد کو پامال نہ کرنا

---

[1] القرآن ۴۷ : ۲۶ ترجمہ - اور اللہ تعالیٰ ان کے چھپانے کو جانتا ہے۔

ج - خلق سے اپنے دکھ درد کو چھپانا -

جسے یہ حال نصیب نہ ہو، اس کی خلوت معصیت ہے -

حقیقت کے انکشاف کی تین علامتیں ہیں :-

ا- فراخدلی سے تقدیرِ خداوندی کو قبول کرنا -

ب- خلق کی عذرداریوں کو بہ غور جانچنا -

ج- حق تعالیٰ جل جلالہٗ وعمّ نوالہٗ کے انعامات پر اپنی نگاہ کو مرکوز کرنا -

رابطۂ الٰہی میں استغراق چشم زدن میں بجلی کی طرح انسان پر غالب آنے والا ہے اس طور پر کہ بندے کے دل کی آنکھ وابستۂ حق ہو جاتی ہے -

یہ حال تین چیزوں کے درمیان ہے :-

ا- خوف صرف ایک چیز سے

ب- امید صرف ایک چیز سے

ج- محبّت بھی صرف ایک چیز کی

اور وہ چیز کیا ہے ؟

حقیقت ، ذاتِ باری تعالیٰ کی ہے ، اور جو کچھ اس کے علاوہ ہے ، وہ لاشے اور عدم محض ہے -

* * *

میدان : ۸۴

غنا

چوراسی واں میدان غنا ہے۔ سرّ کے میدان سے غنا کا میدان نکلتا ہے۔
ارشادِ باری ہے: ؎ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ؕ

غنا سے مراد تونگری ہے اور وہ سب تین چیزوں سے عبارت ہے:۔

ا۔ غنائے مال

ب۔ غنائے عادت

ج۔ غنائے دل

غنائے مال تین طرح کی ہے:

ا۔ جو غنا رزقِ حلال سے متعلق ہے، اس میں محنت درکار ہے۔

ب۔ جو غنا حرام سے پیدا ہوتی ہے، وہ لعنت ہے۔

ج۔ جو غنا کثرتِ مال سے پیدا ہو، وہ عذاب ہے

غنائے عادت کا تعلق نفس سے ہے کہ حدیث شریف میں ہے اَلْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ
غنائے نفس تین چیزوں سے عبارت ہے:۔

ا۔ خوشنودی

ب۔ قناعت۔

ج۔ جوانمردی

؎ القرآن ۹۳ : ۸ ترجمہ۔ اور آپ کو حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔

غنائے دل ، جسے روایت حدیث میں غنائے قلب کہا جاتا ہے ، سے مراد تین چیزیں ہیں :-

بلند ہمتی ساری کائنات سے بڑھ کر ہے۔

انسان کی مراد بہشت سے اعلیٰ ۔

سکون و راحت سات زمینوں اور آسمانوں سے بہتر ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

میدان : ۸۵

بسط

پچاسی واں میدان بسط ہے۔ غنا کے میدان سے بسط کا میدان نکلتا ہے۔
اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے :-[1] اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ
فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ
بسط سے مراد اللہ تعالیٰ کا بندے کے دل، وقت اور ہمّت کو وسعت عطا کرنا
ہے اور وہ تین طرح کا ہے :-

ا۔ بسطِ دُعا

ب۔ بسطِ خدمت

ج۔ بسطِ طلب

بسطِ دُعا کے تین نشان ہیں :-

ا۔ احترام کے ساتھ اپنے مالک کو پکارنا

ب۔ ہیبتِ الٰہی کے ساتھ گریہ زاری

ج۔ وہ سوال جس میں طلب خیر ہو

بسطِ خدمت کی تین علامتیں ہیں :-

ا۔ انسان کے بے شمار کام اس پر آسان ہو جاتے ہیں۔

---

[1] القرآن - ۳۹ : ۲۲ ترجمہ۔ تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا، تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔

ب۔ بے پناہ جذبۂ خدمت جو خلق سے پوشیدہ ہو۔

ج۔ خدمت کے وقت دل کی پیش قدمی۔

بسط طلب کے بھی تین نشان ہیں :۔

ا۔ معلومات کی کمی کے باوجود فوائد کی کثرت

ب۔ خدمت قلیل ، مگر لذّت زیادہ

ج۔ فکر کم اور دیدار کی دولت فراواں

⁂ ⁂ ⁂



میدان : ۸۶

انبساط

چھیاسی واں میدان انبساط ہے۔ بسط کے میدان سے انبساط کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے :[1] فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ۔

انبساط سے مراد حضوری سے مطلع ہونا اور آرزوئے دیدار ہے۔

طالبانِ دیدار تین قسم کے لوگ ہیں :-

پیروی کرنے والے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دُعا کے مطابق کہ اے اللہ میں تیرے رخ کی جانب لذّتِ نگاہ کا طلبگار ہوں، دُعا کرتے ہیں۔ اس طبقہ کیلئے تین چیزیں ضروری ہیں :-

ا۔ مقامِ دیدار کی طرف رجوع

ب۔ خود کو (عجز و انکسار کے تحت) دیدار کے قابل نہ سمجھنا

ج۔ جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع

دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو غافل ہیں مگر دیدار کے آرزومند۔ وہ ایک عادت کے تحت ذاتِ باری کے متلاشی ہیں۔

فی الحقیقت دیدار کے اہل تیسری قسم کے یہ لوگ ہیں :-

ا۔ جنہیں قلبی انبساط میسر اور ان کا نفس فانی ہو چکا ہے۔

ب۔ دل میں (آتشِ عشق) فروزاں ہے۔

ج۔ جن کی روح آرزو کے ساتھ یکجان ہے۔

---

[1] القرآن ۱۸ : ۱۶ ترجمہ پس تم غار میں پناہ لو، تمہارا رب تمہارے لیے اپنی رحمت پھیلا دے گا۔

میدان : ۸۷

سماع

ستاسی واں میدان سماع ہے۔ انبساط کے میدان سے سماع کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے:[1] وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ط

سماع کا مفہوم خواب سے بیدار کرنا ہے۔

سکون سے (نکل کر) حرکت اختیار کرنا۔

اور کشتۂ عشق کو پانی دینا۔

(یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ) سویا ہوا کون ہے؟ کون آرام میں ہے؟ اور کشتۂ عشق کسے کہتے ہیں؟

سماع حیات بخش ہے۔ اہلِ سماع تین قسم کے افراد ہیں۔

پہلا طبقہ وہ ہے جو سماع اور اس کی روح سے باطنی طور پر لطف اندوز ہوتا ہے۔

تیسرا طبقہ[2] وہ ہے جس کے کیف و سرور کا مرکز ایک لطیفۂ نور ہے جو سماع کے ظاہر و باطن اور اس کے اشارات کے درمیان مخفی ہے۔

پہلی قسم کے لوگوں نے سماع کو تین چیزوں کے ساتھ قبول کیا ہے:۔

ا۔ گوشِ ہوش کے ساتھ

ب۔ امتیازی صلاحیتوں کے ساتھ

ج۔ فطری حرکات کے ساتھ

سماع نے اس طبقے کو تین لذتوں سے باز رکھا:۔

ا۔ آسائش سے

---

[1] القرآن۔ ۸ : ۲۳ ترجمہ اور اگر اللہ تعالیٰ ان میں کچھ بھلائی جانتا۔ تو انہیں سنا دیتا۔

[2] متن میں دوسرے طبقہ کی وضاحت نہیں کی گئی۔

ب - غم سے

ج - دنیوی شغل سے

دوسری قسم کے لوگوں نے سماع کو تین چیزوں سے قبول کیا :-

ا - گوش سے

ب - لطافت نگاہ سے

ج - نیاز مندی کے ساتھ استفادہ کے باعث

سماع نے انہیں دو ہدیوں سے نوازا :-

ا - ہر دکھ، تکلیف سے نجات

ب - نکتہ ہائے حکمت

تیسرے طبقے نے بھی سماع کو ان تین چیزوں کے ساتھ قبول کیا :-

ا - فنائے نفس کے ساتھ

ب - دلِ مضطرب کے ساتھ

ج - سوزِ جاں کے ساتھ

انہیں یہ تین چیزیں میسر آئیں :-

ا - محبّت کے جھونکے

ب - سرمستی ازل کی یاد

ج - مسرّتِ جاوید

٭ ٭ ٭

میدان : ۸۸

اطّلاع

اٹھاسی واں میدان اطّلاع ہے۔ سماع کے میدان سے اطلاع کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے :۔[1] سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَ فِىٓ اَنْفُسِهِمْ۔

سننے والے کی اطّلاع کا مفہوم اللہ تعالیٰ کی جناب سے اپنے نصیب پر آگاہ ہونا ہے۔

اطّلاع پانے والے افراد تین قسم کے ہیں :۔

اطّلاع، بیدار دلی کے ساتھ قرآنِ حکیم کے سننے والے کو تین چیزیں عطا کرتی ہے :۔

ا۔ ایسا خوف جو خطا سے روکتا ہے۔

ب۔ ایسی امید جو خدمت پر ثابت قدم رکھتی ہے۔

ج۔ وہ سکونِ قلب جو امرِ الٰہی کے ساتھ موافقت کرتا ہے۔

وہ فراغتِ قلب کے ساتھ علم کے سننے والے کو تین چیزوں سے نوازتی ہے :۔

ا۔ عمل میں پاکیزگی

ب۔ عقل میں ہدایت

ج۔ دل میں تونگری

وہ بصیرتِ قلب کے ساتھ اشاراتِ معرفت سننے والے کو تین چیزوں سے بہرہ ور کرتی ہے :۔

ا۔ عرفانِ خداوندی میں معاونت

ب۔ ہیبتِ الٰہی کی تجلّی

ج۔ نسیمِ قرب

---

[1] القرآن ۴۱ : ۵۳ ترجمہ - ہم عنقریب ان کو آفاق میں اور خود ان کی ذات میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے۔

میدان : ۸۹

وجد

نواسی واں میدان وجد ہے ۔ اطلاع کے میدان سے وجد کا میدان نکلتا ہے۔
ارشادِ باری ہے :۔ [1] وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِہِمْ اِذْ قَامُوْا ۔

وجد، سنگِ اختیار اور آہنِ نیاز مندی کے درمیان آتشِ سوزاں کی مانند ہے۔

وہ تین طرح کا ہے :۔

ا ۔ نفس کے لیے

ب ۔ دل کے لیے

ج ۔ روح کے لیے

وہ وجد کہ نفس کو لاحق ہوتا ہے :۔

ا ۔ عقل پر چھا جاتا ہے ۔

ب ۔ اس سے صبر و سکون درہم برہم ہو جاتا ہے ۔

ج ۔ وہ اسرار الٰہی کو فاش کر دیتا ہے ۔

یہ باطنی وجد ہوتا ہے ۔

وہ وجد کہ دل کو لاحق ہوتا ہے، انسانی قوت پر غالب آجاتا ہے یہاں تک کہ اس سے :۔

ا ۔ انسان کا وجود حرکت میں آتا ہے ۔

ب ۔ وہ نعرہ زنی کرتا ہے ۔

---

[1] القرآن ۔ ۱۸ : ۱۴ ترجمہ ۔ اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا، جب وہ اٹھ کھڑے ہوئے

ج۔ اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتا ہے۔

یہ وجد بھی معنوی ہے۔

وہ وجد کہ روح کو لاحق ہوتا ہے، اس میں:

و۔ انسان کو اللہ تعالیٰ سے فی الفور حظِ وافر نصیب ہوتا ہے۔

ب۔ اس کا نفس حقیقتِ ذات میں مستغرق ہو جاتا ہے۔

ج۔ اس کی روح اس عالم سے منقطع ہونا چاہتی ہے۔

یہ وجد شہودی ہے کیونکہ اس میں حق تعالیٰ بندے پر نگاہ ڈالتا ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

میدان : ۹۰

لحظہ

نوّے واں میدان لحظہ ہے۔ وجد کے میدان سے لحظے کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے: ¹ اُنْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ج

صاحبِ وجد کے لحظہ سے مراد اس کا اپنے باطنی مقصد پر نگاہ ڈالنا ہے۔

اس میں تین قسم کے انسان شامل ہیں۔

اوّلین وہ ہیبت زدہ انسان جس نے:-

ا- اپنے مقصد کی تلاش کی

ب- زمانے کے مکر و فریب دیکھے

ج- اور فانی ہو کر مقامِ وصول تک پہنچا

دوسرے وہ عاشق جس نے:-

ا- سعادتمندی کی تلاش کی

ب- اس کا نشان پایا

ج- علائق سے یکسو ہو کر مقامِ وصول تک پہنچا

تیسرے وہ دردمند انسان جس نے:-

ا- اپنے اوقات کو ملحوظ رکھا

ب- (باطن میں) نورِ خداوندی پایا

ج- (ذات میں) مستغرق ہو کر مقامِ وصول تک پہنچا

---

¹ القرآن ۷ : ۱۴۳ ؛ ترجمہ۔ تم پہاڑ کی طرف دیکھو۔ پس اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا، تو تم عنقریب مجھے دیکھو گے۔

پہلے طبقہ نے زہد اختیار کیا اور خدمت کو شعار بنایا

دوسرے طبقہ نے احترام و حیا کو اپنایا

تیسرے طبقہ نے اپنے نفس سے انقطاع اختیار کیا اور نجات پائی

اسے اچھی طرح سمجھ لے

٭ ٭ ٭



میدان : ۹۱

وقت

اکانواں میدان وقت ہے ۔ لحظہ کے میدان سے وقت کا میدان نکلتا ہے ۔

ارشادِ باری ہے : ؎ جِئۡتَ عَلٰی قَدَرٍ یّٰمُوۡسٰی ۝

وقت وہ ہے کہ حق کے سوا اس میں کوئی چیز سما نہیں سکتی ۔

وقت تین قسم کے لوگوں کو محیط ہے :

ایک کا وقت برق کی طرح سبک رو ہے ۔

دوسرے کا وقت پائدار ہے ۔

تیسرے کا وقت غالب ہے ۔

جو وقت برق کی طرح ہے ، وہ باطنی کدورتوں کو صاف کرنے والا ہے ۔

جو پائدار ہے ، وہ انسان کو ہر لحظہ (ذات کے ساتھ) مشغول رکھنے والا ہے ۔

جو غالب ہے ، وہ ہلاک کر دینے والا ہے ۔

برق کی سرعت رکھنے والا وقت فکر سے جنم لیتا ہے ۔

جو پائدار ہے ، وہ لذتِ ذکر سے پیدا ہوتا ہے ۔

جو غالب ہے ، وہ سماعِ مشاہدات سے ظہور پذیر ہوتا ہے ۔

جو برق کی طرح ہے ، وہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیتا ہے یہاں تک کہ آخرت کا ذکر روشن ہو جاتا ہے ۔

جو پائدار ہے ، وہ آخروی لذتوں کو بھی محو کر دیتا ہے تا آنکہ انسان کو مشاہدۂ ذات ہو جاتا ہے ۔

جو غالب ہے ، وہ انسانی رسوم و قیود کو ختم کر دیتا ہے یہاں تک کہ ماسوا اللہ یکسر فراموش ہو جاتے ہیں ۔

؎ القرآن ۲۰ : ۴۰ ترجمہ ۔ اے موسیٰ ! تم (رسالت کے) اندازے پر آ پہنچے ۔

میدان : ۹۲

نفس

بانواں میدان نفس ہے۔ وقت کے میدان سے نفس کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے :[1] فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبۡحٰنَكَ

نفس اپنے وقت کا مالک ہے اور اس میں کسی چیز کی آمیزش نہیں۔

اہلِ حقیقت کے انفاس کی تین قسمیں ہیں :-

ا - توبہ کرنے والے کی آہ وزاری

ب - عاشق و بےخود کا جوش وخروش

ج - اہل وجد کی نعرہ زنی

توبہ کرنے والے کی آہ وزاری :-

ا - شیطان کو دور کرتی ہے۔

ب - گناہوں کو دھو ڈالتی ہے۔

ج - کشائش دِل کا موجب ہے۔

سرمست و سرشار انسان کا جوش وخروش :-

ا - دنیوی محبت کو ختم کر دیتا ہے۔

ب - اسباب دنیا سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

ج - مخلوق کو فراموش کر دیتا ہے۔

---

[1] القرآن ۷ : ۱۴۳ ترجمہ :- پس جب موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے، تو کہنے لگے کہ تیری ذات پاک ہے۔

اہلِ وجد کی نعرہ زنی :-

د ۔ روح میں درد و گداز پیدا کرتی ہے ۔

ب ۔ دل کو پیاسا رکھتی ہے ۔

ج ۔ حجابات اٹھا دیتی ہے ۔

" " "

میدان : ۹۳

مکاشفہ

ترانواں میدان مکاشفہ ہے۔ نفس کے میدان سے مکاشفہ کا میدان نکلتا ہے ارشادِ باری ہے:[1] مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ٥

مکاشفہ حق کا دل سے دیدار کرنا ہے۔

مکاشفہ کی تین علامات ہیں :۔

ا ۔ ذکر کے باعث دل کا استغراق

ب ۔ نظر (کے مشاہدات) سے ذہن کا معمور ہونا

ج ۔ ضمیر کا حقیقتِ امور سے مطلع ہونا

ذکر کے باعث دل کا استغراق تین چیزوں سے عبارت ہے :۔

ا ۔ حقیقت سے لبریز گفتار

ب ۔ خلق سے بیزاری

ج ۔ دُعا کا الہام

لطائفِ نظر سے ذہن کے معمور ہونے کے تین نشان ہیں :۔

ا ۔ احوال پر غالب آنا ۔

ب ۔ صدقِ معاملہ پر مداومت ۔

ج ۔ ایک ارفع و اعلیٰ مسرّت (نعیمِ اُخروی) سے شناسا ہونا ۔

---

[1] القرآن - ۵۳ : ۱۱۔ ترجمہ - جو کچھ آپ نے دیکھا، آپ کے دل نے اسے جھوٹ نہ جانا۔

ضمیر کے حقیقت سے مطلع ہونے کے بھی تین نشان ہیں :-

ا - انسان سکون و اطمینان حاصل کرتا ہے -

ب - اسے ملائکہ کا دیدار نصیب ہوتا ہے -

ج - اسے اہلِ دین کی استقامت میسّر آتی ہے -

٭ ٭ ٭



میدان : ۹۴

سرور

چورانواں میدان سرور ہے۔ مکاشفہ کے میدان سے سرور کا میدان نکلتا ہے۔

ارشاد باری ہے :[1] فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ٥

جملہ مسرتیں تین قسم کی ہیں :-

پہلی حرام ہے

دوسری مکروہ ہے

تیسری واجب ہے

وہ مسرت کہ معصیت پر ہے، حرام ہے

وہ بایں طور حرام ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے[2] : لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ٥ اور[3] اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ٥

دنیا پر مسرت کا اظہار مکروہ ہے جیسا کہ ذات باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :-

[4] وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ط [5] وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ط

---

[1] القرآن ۱۰ : ۵۸ ترجمہ - پس چاہیئے کہ لوگ اس سے خوش ہوں - وہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

[2] القرآن ۲۸ : ۷۶ ترجمہ - تومت اترا، بے شک اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

[3] القرآن ۱۱ : ۱۰ ترجمہ - بے شک وہ انسان خوشیاں منانے والا اور فخر کرنے والا ہے۔

[4] القرآن ۱۳ : ۲۶ ترجمہ - اور کافر دنیوی زندگی پر خوش ہو رہے ہیں۔

[5] القرآن ۵۷ : ۲۳ - ترجمہ - اور جو اس نے تمہیں دیا - اس پر مت اتراؤ۔

وہ مسرت کہ واجب ہے ، حق تعالیٰ کے ساتھ خوش رہنا ہے جیساکہ خود مولا کریم نے فرمایا :-

ﻟﮯ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهٖ ط

حرام پر اظہارِ مسرّت سے :-

ا - دل مر جاتا ہے

ب - انسان کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ جاتے ہیں۔

ج - اس کے دوست دشمن بن جاتے ہیں۔

مکروہ مسرّت سے :-

ا - آبرو ریزی ہوتی ہے

ب - فتنے امڈ آتے ہیں

ج - عمر کا زیاں ہوتا ہے

مسرّتِ واجب تین طرح کی ہے۔ پہلی قسم، ایک مسلمان کی مُسرّت :-

ا - جس نے حجاباتِ نفسانی کو دور کر دیا

ب - بابِ (رحمت) کھولا

ج - اور بارگاہِ ایزدی میں پہنچا دیا

دوسری قسم احساناتِ خداوندی پر اظہارِ مُسرّت کی ہے جس نے :-

ا - عتابِ الٰہی سے بچایا

ﻟﮯ القرآن ۹ : ۱۱۱ ترجمہ - پس جو سودا تم نے اس سے کیا ہے ، اس پر خوش رہو۔

ب ۔ آرزوئے بہشت سے بے نیاز کر دیا۔

ج ۔ اور حقیقت سے شاد کام کیا

تیسری قسم دوستی سے متعلق ہے جو:۔

ا۔ انسان کو خلق کے بغیر انس عطا کرتی ہے

ب۔ خزانے کے بغیر تونگر کر دیتی ہے

ج ۔ سپاہ و لشکر کے بغیر اعزاز و اکرام بخشتی ہے۔

٭ ٭ ٭

میدان : ۹۵

انس

پچانواں میدان انس ہے، سرور کے میدان سے انس کا میدان نکلتا ہے

ارشادِ باری ہے: [1] وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط

انس سے مراد قربِ محبوب میں آرام و آسائش پانا ہے۔

وہ تین قسم کے لوگوں کو میسّر ہے:

ا - اس مریدِ صادق کو جو وعدۂ خداوندی سن لے

ب - اس عارف کو جسے (منزل کا) نشان مل جائے

ج - اس عاشق کو جو اپنی مراد کی جانب نگران رہے

وہ مریدِ صادق جو وعدۂ الٰہی سن پائے، اس میں تین نشانات ظاہر ہوتے ہیں:-

ا - حلاوتِ خدمت

ب - تمام جانداروں پر شفقت

ج - اخلاصِ دعوت

---

[1] محترم عبدالحی حبیبی کے مرتّبہ نسخے کے حاشیہ میں آیت کا نمبر ۳/۱۸۶ دیا ہے جبکہ صحیح ۲/۱۸۶ ہے، پھر آیۂ مبارکہ کے متن سے بھی عِبَادِیْ کے بعد عَنِّیْ کا لفظ چھوٹ گیا ہے، جو سہوِ کتابت معلوم ہوتا ہے۔

ترجمہ: اے میرے حبیب! جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں دریافت کریں، تو آپ فرما دیں کہ میں بلاشبہ ان کے قریب ہوں۔

وہ عارف جو نشانِ منزل پالے ، اس میں تین باتیں پیدا ہوتی ہیں :-

ا - دُعا کے ساتھ مانوس ہونا

ب - شیرینئ فکر

ج - زندگی سے سیر چشمی

وہ عاشق جو مراد کی طرف دھیان رکھے، اس میں تین علامتیں ظاہر ہوتی ہیں :-

ا - آزادی

ب - مسّرت

ج - بیقراری

٭ ٭ ٭

میدان : ۹۶

دہشت

چھیانواں میدان دہشت ہے، انس کے میدان سے دہشت کا میدان نکلتا ہے۔
دہشت، غلبۂ محبت میں اپنے وجود سے آزاد اور اپنی ذات سے جُدا ہونا ہے۔
دہشت اک حال ہے کہ جس میں:

ا۔ جسم، صبر کی طاقت نہیں رکھتا
ب۔ دل، عقل کی طرف مائل نہیں ہوتا
ج۔ نگاہ امتیاز نہیں کر سکتی

جسم اس بنا پر صبر نہیں کر سکتا کہ:

ا۔ دل فراغت کے حصول میں عاجز آجاتا ہے۔
ب۔ ہیبت انسان کے جان و دل کے درمیان تفرقہ ڈال دیتی ہے۔
ج۔ طاقت کا سلطان کمزور ہو جاتا ہے

دل عقل کی طرف اس بنا پر مائل نہیں ہوتا کہ:

ا۔ روح اسے بلاتی ہے۔
ب۔ اس میں کیفیتِ وجد پیدا کرتی ہے۔
ج۔ تشنگیٔ باطن، شدّت اختیار کر لیتی ہے۔

نگاہ میں امتیاز اس لیے نہیں رہتا کہ :

ا - وہ مشاہدے کے نور میں مستغرق ہو جاتی ہے ۔

ب - لطفِ خداوندی کی ندا اسے پہنچتی ہے ۔

ج - حجاباتِ وجود، انسان کے سامنے سے اُٹھ جاتے ہیں۔

٭ ٭ ٭



میدان : ۹۷

مشاہدہ

ستانواں باب مشاہدہ ہے۔ دہشت کے میدان سے مشاہدہ کا میدان نکلتا ہے۔

ارشاد باری ہے: [1] اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝

مشاہدہ کا مفہوم خالق و مخلوق کے درمیان تمام حجابات کا اُٹھ جانا ہے۔

اس تک رسائی تین چیزوں سے عبارت ہے:-

ا - علم کے درجے سے حکمت کے درجے تک پہنچنا

ب - صبر کے درجے سے تصفیۂ باطن کے مقام تک پہنچنا

ج - [2] معرفت کے درجے سے حقیقت کے رتبہ تک پہنچنا

آدمی علم کے درجے سے حکمت کے مرتبہ پر تین چیزوں سے پہنچتا ہے:-

ا - علم پر عمل پیرا ہو کر

ب - احکامِ الٰہی کی تعظیم سے

ج - سنّت نبوی کی پیروی سے

یہ اہلِ حکمت کا مقام ہے

---

[1] القرآن ۵۰ : ۳۷ ترجمہ - یا جس نے (دل سے) متوجہ ہو کر سنا اور وہ اس پر گواہ ہے۔

[2] مشائخِ کبار کے ہاں معرفت الٰہی کا مقام حقیقت کے بعد متعین ہے مگر حضرت خواجہ انصاری رحمہ اللہ نے حقیقت کو فوقِ معرفت بیان فرمایا ہے۔ غالباً اس سے ان کی مراد کُنہِ ذات کا تا بحدِ بشری ادراک ہے جو بالفاظِ دیگر معرفتِ حق سے عبارت ہے۔

آدمی صبر کے درجے سے تصفیۂ باطن سے درجے تک تین چیزوں سے پہنچتا ہے :۔

د ۔ باہمی نزاع ترک کر کے

ب ۔ اپنی حکمتِ عملی سے کنارہ کش ہو کر

ج ۔ رضائے الٰہی کو خود پر لازم کرنے سے

یہ اہلِ رضا کا مقام ہے ۔

آدمی معرفت کے درجے سے حقیقت کے درجے تک تین چیزوں سے پہنچتا ہے :۔

د ۔ خلوت میں اوامرِ الٰہی کا احترام کرنے سے

ب ۔[1] اپنی خدمت سے شرمسار ہو کر

ج ۔ رفاقت میں ایثار اختیار کرنے سے

---

[1] اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اعمالِ صالحہ پر تکیہ نہ کرے اور انہیں حقیر سمجھے ۔ نظیریؔ نے اس مضمون کو نہایت خوش اسلوبی سے باندھا ہے ۔

طاعتِ ما نیست غیر از ورزشِ پندارِ ما   ہست استغفارِ ما محتاجِ استغفارِ ما

* * *



میدان : ۹۸

معاینہ

اٹھانواں میدان معاینہ ہے۔ مشاہدہ کے میدان سے معاینہ کا میدان نکلتا ہے۔

ارشادِ باری ہے:[1] اَلَمۡ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیۡفَ مَدَّ الظِّلَّ ج

معائنہ کا مفہوم کامل طور پر دیکھنا ہے اور وہ تین چیزوں سے عبارت ہے:۔

ا۔ محبّت کو قبولیّت کی آنکھ سے دیکھنا

ب۔ ہر فرد کو انفرادی نگاہ سے دیکھنا

ج۔ حاضر کو حضوری کی نگاہ سے دیکھنا۔

پہلے جزو کی شرح یہ تین چیزیں ہیں:۔

ا۔ ایسے انسان نے عذر کی آواز کو قبول کیا

ب۔ اس نے ندائے لطف کی قبولیّت چاہی

ج۔ اس نے ارادے کی ندا کو قبول کیا اور شعور کی آواز پر لبّیک کہا۔

درمیانی جزو کی شرح اس طرح ہے کہ ہر فرد کو انفرادی نگاہ سے دیکھنے والا انسان:۔

ہدایت میں منفرد ہے کہ اس نے ذاتِ واحد کی شہادت دی

معرفت میں منفرد ہے کہ اس نے ذاتِ واحد کا شکر ادا کیا

رعایت میں بھی منفرد ہے کہ اس نے ذاتِ وحدہٗ لاشریک ہی سے ارادت رکھی۔

---

[1] القرآن ۲۵ : ۴۵ ترجمہ۔ بھلا آپ نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کو نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح سائے کو پھیلا دیتا ہے۔

حاضر کو حضوری کی نگاہ سے دیکھنے کی شرح درج ذیل ہے :۔
اپنی ذات سے دوری کی حالت میں مقربانِ بارگاہ کا قرب اختیار کر۔
اپنی ذات سے حجاب کی صورت میں اہل حضور کے پاس حاضر ہو کہ وہ ذات
قصد کرنے والوں سے دور نہیں
اہلِ طلب سے گم نہیں اور
نہ اہلِ ارادت سے غائب ہے۔

٭ ٭ ٭

میدان : ۹۹

فنا

ننانواں میدان فنا ہے ۔ معاینہ کے میدان سے فنا کا میدان نکلتا ہے ۔

ارشاد باری ہے؛[1] كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

فنا سے مراد نیستی ہے

اور وہ تین چیزوں کے تین چیزوں میں فنا ہونے سے عبارت ہے :

ا۔ تلاش کا یافت میں فنا ہونا

ب ۔ عرفان کا اس میں فنا ہونا ، جس کا عرفان ہو چکا ہے ۔

ج۔ دیکھنے کا اس میں فنا ہونا ، جسے دیکھ لیا ہے ۔

حادث ، لایزال وقدیم ذات کے بارے میں کیا جان سکتا ہے ؟ جو ذات کہ باقی ہے اس کا فانی سے کیا علاقہ ؟

وہ ذاتِ والاصفات بے استحقاق انسان کے ساتھ کیسے مل سکتی ہے ؟

ماسوا جس قدر ہیں ، وہ تین چیزوں میں ہیں :۔

جو چیز نہیں رہی ———— وہ ماضی ہے

جو گم ہے ———— وہ حال ہے

جس کا علم نہیں ———— وہ مستقبل ہے

---

[1] القرآن : ۲۸ : ۸۸ ترجمہ ۔ اس کی ذاتِ پاک کے سوا ہر چیز ہلاک ہو جانے والی ہے ۔ حکم اسی کا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے ۔

پس ذاتِ باری کے سوا تمام فانی ہیں اور ہستی رکی شان، اسی کو زیبا ہے۔
لہٰذا ہستی جس قدر ہے، وہی ہے۔

وہ بارش جو دریا میں پہنچی، پہنچ گئی
تمام ستارے دن کے وقت ناپید ہو گئے۔
جو اپنی ذات تک پہنچا، وہ مولا تک پہنچ گیا۔

٭ ٭ ٭



میدان : ۱۰۰

بقا

سوواں میدان بقا ہے۔ فنا کے میدان سے بقا کا میدان نکلتا ہے۔
ارشادِ باری ہے: [1] وَ اللّٰہُ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی ؕ

(بقا کے مقام میں) اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور بس

تمام علائق منقطع

اسباب مضمحل

رسوم باطل

حدود لاشے

ہر فہم فانی

تاریخ مہمل

اشارات ختم

عبارات مسترد

خیر زائل

حق یکتا

طالبِ حق اپنی ذات کے ساتھ باقی

یہ صد میدان تمام کے تمام محبّت کے میدان میں جا کر ختم ہو جاتے ہیں

---

[1] القرآن ۲۰ : ۷۳، ترجمہ - اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر اور دائماً باقی رہنے والا ہے۔

دوستی کا میدان، محبت کا میدان ہے۔

ارشادِ باری ہے: يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗٓ ؕ — قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ

لیکن دوستی کے بھی تین مقام ہیں:۔

پہلا ——— راستی

دوسرا ——— مستی

تیسرا ——— نیستی

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الاول والآخر

مقرّبِ حضرتِ باری خواجہ عبداللہ انصاری قدس اللہ روحہٗ کی تصنیفات میں سے کتاب صد میدان پایۂ تکمیل تک پہنچی۔

:: ——— :: ——— ::


www.maktabah.org



